

Registered No. L 2650.

January, 1947



**SHAMS-UL-ISLAM,**  
**BHERA (Punjab.)**

Printed at the Manohar Press, Sargodha & Published from the Office of  
Shams-ul-Islam, Bhera, (Pb.) by M. Ghulam Hussain, Editor, Printer & Publisher

میلانہ چند  
معاونین سے  
غیر ملانہ سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
سَيِّدَ الْكَارِمِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
أَقْرَبُ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
مِنْ أَيْنَابٍ

عوام سے  
طلبہ سے

حزب انصاریہ وادارہ عالیہ  
(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

اعراض و مقاصد { (۱) اندرونی و بیرونی مخلوق سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔  
(۲) اصلاح رسوم باتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ  
طریق کار { (۱) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم عزیز یہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام  
کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی  
ہے (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ  
(۸) جامع مسجد بھیرہ کی حرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم

جریدہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون نگار صاحبان کی رائے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ از کان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے جنہذا کیفیت کم از کم چار آرت ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۳۔ عام سالانہ چندہ سے طلبہ کیلئے کامیاب مقررہ نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض رسائل اسٹنٹ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے عینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر سالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

۵۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ ٹیکٹ آنا چاہیے۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل ذرا بنام ..... علامہ حسین بن علی بن محمد بن اسماعیل بن علی بن ابی طالب (عجائب) ہونی چاہیے

تشریح نشان

**سرخ نشان** ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا سالہ بدریعدی بی۔ بی۔ سال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بدریعدی بی۔ بی۔ میں خریداری منظور ہو تو اطلاع دیں۔ خدا راوی۔ بی۔ ایس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو نافع نقصان نہ پہنچائیں۔ خطوط مت بکرتے وقت خریداری ہمبر کا حوالہ ضرور دیں +

(غلام حسین میجر شمس الاسلام)



# محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت مولانا ظہور احمد بگویی کی ایک دلپذیر تقریر

(مرتبہ جناب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر مدرس دارالعلوم عربیہ بھیرہ)

کا پوچھ بھی نہ اٹھایا گیا۔ دیدن پر اترے کہاں ترے  
بکن زبانوں میں اترے دھیرہ دھیرہ ان سب باتوں  
پر اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ شک کے ان دلوں میں  
یقین کا قدم کس طرح اٹھایا جائے تم ان سے اوچل  
وہ تم سے اوچل۔

بدھ مت | یقین کا کون ذریعہ ہے کہ کھل  
کا منی، صلی شان میں نظر آئے۔

دین نشست | مؤرخین کی اکثریت تو زرتشت کی  
خصوصیت ہی کی فکر کا تھا کہ شروح  
و تراجم ہوتا اور زندگی کا نام موجود ہے۔ مگر اس کی  
۳۱ سورہوں میں سے سوائے ایک سورہ کے دنیا میں  
کچھ موجود نہیں۔

دین پہرہ | مثلما نصر نے دس باطن ضائع کئے باقی  
دو اس باطن نصر نے ضائع کر دیئے یہود  
کی روایت ہے کہ بیت المقدس کی تباہی کے بعد اکھ  
کے ڈھیر کا ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ تو بیت کے محراب  
ہونے کی شہادتیں خود اندرون کو دیت سے بکثرت  
مل سکتی ہیں۔ طیطس کا قتلہ۔ ہرسن کا قتلہ  
نصرت | مسیح نے کہا میں تو بیت کو قائم کرنے کیلئے

انسانی فطرت انسانی زندگی کی ضروریات اس  
امر کی پکڑا دہ پیشانی اجازت دیجئے میں کہہ رہا  
کے۔ رہنے والے ہر مذہب کے ماننے والے ہر قوم کے  
افراد، شخص اپنی قوم کے مشاہیر اور ہائی قیادت  
کی یادگار ضرور بنائیں۔ بلکہ ان کی فوجی زندگی یا حیات  
ملی کے لئے ایسا کرنا نہایت ضروری ہے جو قوم اس  
امر کے لئے غافل رہتی ہے وہ اپنی زندگی گنبدوں  
کو اپنے ہاتھوں اکھاڑ رہی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر دنیا اپنی اصل عظمت کو یاد  
رکھنا چاہے تو وہ کس دن کو یاد رکھے۔ کون ہے جس نے  
دنیا کو سب سے بڑی چیز عطا کی۔ ہلاکت و فحاشی پھیلانے  
والے بادشاہوں کی نمونہ میری حکما اور فلاسفہ کی حکمت  
پس لاموں کی خون آشام تلواروں، جٹا جان عالم  
کی ایجادوں کی یاد تو یقیناً دنیا کے لئے غلامی و ہلاکت  
ویرانی دہرادی کی یاد ہوگی۔

مذہب عالم کی یاد اگر دنیا ماننا چاہے۔ تو پھر  
دیکھنا چاہیے کہ مذہب نے دنیا کو کیا کچھ عطا کیا ہے۔  
ویدک عصر | جو دنیا کا قدیم ترین مذہب جو نے  
کا مدعی ہے اس سے تو صرن ناموں

آج ہوں۔ بیٹا جانا تمہارے لئے بہتر ہے مسیح کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں موجودہ اناجیل میلادی مسودے ہیں ۳۲۵ء میں قسطنطین اعظم کے حکم سے نیقیہ میں پادریوں کی ایک کونسل منعقد ہوئی جس نے عجیب و غریب منتروں کے ذریعہ انجیل کی تصحیح کی۔ الغرض جو جانے کے لئے آئے تھے چلے گئے دنیا کی یہی ریت ہے جو جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا۔ صرف ایک جو ابھرنے کے بعد نہ ڈوبا۔ چکا۔ چکا رہا۔ زندہ رہنے کا حق صرف اسی کو تھا۔

باقی کتب سماوی جانے کے لئے تھیں بلذا ان کی حفاظت نہیں کی گئی۔ آج ان کی زبان بھی دنیا سے محو ہو گئی مگر ہم ہمیشہ رہنے کے لئے آیا اس کی زبان بھی زندہ اس کی قوم بھی زندہ۔ اس کے لانے والے کام بھی زندہ اور نام بھی زندہ۔

آنے والا کس شان سے آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایشاد فرمایا۔ وہ عربی ہو گا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہو گا۔ (پیدائش ۱۶-۱۷)

آدم علیہ السلام کا ارشاد۔ موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد۔ مسیح علیہ السلام کا ارشاد۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ارشاد۔ وہ آنے والا تمام جہاں کے لئے رحمت تھا۔ ہر وقت کے لئے رحمت۔ ہر انسان کے لئے رحمت۔ اس سورج کی روشنی ہر جھوپڑ سے پس پہنچی۔ اس کا فیض ہر قوم کو پہنچا۔ اس کے آنے میں فقط قوموں اور نسلوں کی بزرگی کی موت نہ تھی بلکہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا۔

ہدایت الہی اور شریعت خداوندی کی تکمیل تھی۔ دنیا کو جب تک سچائی اور اخلاقیات کی ضرورت ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھلا سکتی۔

**عرب کی حالت کا نقشہ** | ہر طرف شرک کی گھٹائیں ہر طرف مخلوق پرستی کا دورہ

ہر قبیلہ اور ہر گھر کا خدا ہدا۔ نسلی غرور طرہ امتیاز۔ جنوٹھا جاہ و چشم باعث فخر و مہابات۔ سبق و فخر کی کثرت بگڑی دیکھائی تھیں۔ انسانی ہمدردی سے دماغ نا آشنا۔ بات بات پر لڑنا اور ہشت و پست تک لڑتے رہنا۔ بیٹیوں کی حق تلفی غریبوں کے ساتھ بیدردی محرمات سے شایاں باپ کے مرجانے پر بیٹے کا والد کی بیوی پر چادر ڈال کر اپنی بیوی بنالینا۔ الغرض ہر گوشہ ہر قبیلہ انقلابی دباؤ کا شکار اور روحانی مرضیوں کا بیمار تھا۔ جاہل امی، شتر بے جہاد، ناقابل اصلاح کوئی منہ نہ کھلیں پیدا ہوا بھی بے توبیلا بکری۔ وہیں کس کے قدم چمکتے ہیں۔ تقاریر قانے میں طوطی کی کون سن سکتا ہے۔ اس وقت کے مؤرخین کا اتفاق تھا کہ اس بن کبھی تھے بیابان میں اس گرم کو میں اس گندے ماحول میں کوئی قابل انسان کبھی پرورش نہیں پاسکتا۔ یہ لوگ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

**ظہور اقدس** | قدرت نے رطوبت میں ہی ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھایا تاکہ جس کا سایہ تمام دنیا کے سروں پر ہونے والا ہے۔ اس پر خدا کے سوا کسی کے سایہ نہ ہو کسی مٹمن سر پر روش داب مذ میں پیدا نہیں کیا گیا تاکہ تمدن کی ہوا سے دماغ کی لہری کا

اعتراف نہ ہو سکے۔ لوگ کہتے ہیں فلاں ملک کے رہنے والوں کے فام آچھے ہوتے ہیں۔ عرب سب ملکوں سے ہم سے۔ وادی غیر ذی فرع چلتی ہوئی ریت کے ٹیلے بے دیکھا ہوا ڈیو پ والوں کا نظریہ تھا کہ یہاں کوئی بل و ماغ تربیت نہیں پاسکتا۔ قدرت نے اپنے محبوب کا اس خاک پاک سے ظہور فرما کر دینا کے اس رے کو غلط ثابت کر دیا۔

لیم و تعلم۔ اگتاد کا سایہ نہیں خدا خود اگتاد ہے خود نگہبان ہے۔ جان جہالت باعث نعر ہو۔ وہاں ہم کوئی کس سے حاصل کرے۔ انسانی زندگی کی ترقیاں اور اصلاحیں اکثر بیشتر تعلیم تربیت کے اثر سے اداں صاحب کمال کے فیض و کرم سے متہن یا دتا رہا ہوں کے علی ماحول سے وابستہ ہوتی ہیں۔ خدائے نے اپنے حبیب پاک کے لئے ترقی و تربیت کے رعب بالاذرائع سے کوئی بھی وسیلہ نہیں بنایا تا کہ یسوں کا وسیلہ بننے و بڑھنے پر کوئی شخص اسنادی نہ جتا سکے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب اور علیمہ سعدیہ نے پیر احسان کیا۔ حقیقت پر نگاہ ڈالئے تو حضورؐ و محمدؐ دو دھپلانے کے عوض حضورؐ کی سے قدرت نے جلیلہ سعدیہ کے تمام علاقہ ل کو اس کے مواسی کو، اس کے قبیلہ کو سرسبز لا مال کر دیا۔

حضرت ابوطالب کے پاس قحط میں لوگ چل کر تھے کہ بھتیجے سے بارش کے لئے دعا مانگو اور

حضورؐ بچہ تھے۔ ابوطالب پکڑ لائے کعبہ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔ نبیؐ ہاتھ رب کعبہ کی بارگاہ مقدس میں دعا کیلئے کھڑے ہوئے۔ ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی کہ رحمت حق کی گھٹائیں چھا گئیں سبحان اللہ حضرت ابوطالب کے منہ سے تلا ابیض یستقی الغام بوجہ۔ آپ تمام عالم کے لئے رحمت ہر وقت کے لئے رحمت حضرت ابوطالب نے سرکارِ دو عالم کا ساتھ دیا قریش مکہ کے مقابلہ میں اپنے خون کی حفاظت کی یہ اس کا فرض تھا لیکن حضورؐ نے اس کے پیچھے حضرت علیؑ کو م اللہ و جبہ کو دنیا کا امام اور ہادی بنا دیا۔ ذرا غور کرو احسان کس نے کیا؟

بچپن و جوانی۔ آپ بچپن میں بچوں کے ساتھ کبھی نہیں کھیلے گھر میں کھانے کے لئے کبھی ہاتھ نہیں پھیلا یا کبھی جھوٹ نہیں بولا کبھی جاہلیت کی کوئی بات منہ سے نہیں نکالی۔ پروان چڑھے، جوان ہوئے، حسن و جمال کے پیکر، عالی خاندان، آپ کی نیک نیتی، صداقت و خرافت مامتاری و دیانتداری کا شہرہ تمام ملک میں جھٹ و پاکبازی کا چرچا بر گھر میں مکہ والے بیک زبان "الامین" کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ جوانی کا خون رگوں میں جوش مار رہا ہے۔ ملک کے ہر گوشہ میں شمس و بجائی کا بازا گرم ہے۔ ہر طرف حسن و عشق کی محفلیں آراستہ ہیں۔ منے ناب کے ساغر جھلک رہے ہیں۔ پیمانہ گردش میں ہے اور بڑے بڑے ذی وقار قبائل کی نوجوان خواتین سے کھلم کھلا عشق باندی کی باتیں برسرِ بازار سنائی جا رہی ہیں۔ سننے والے جھوم رہے ہیں سیخ و کباب کی بو آ رہی ہے۔ یہ سب باتیں شرافت و عظمت

کی علامات شہرہ کی جاتی ہیں۔ ایسے مغرب اخلاق ماحول میں ایسی تیرہ دنہ فضا میں ایک نو عمر یتیم خاموشی کے ساتھ نظریں نیچی کئے جا رہا ہے جس کی پاکبازی کی فرشتے قسم کھانا چاہتے ہیں جس کے دامن تقویٰ کو حویریں بوسہ دینے کی آرزو رکھتی ہیں۔ لوگ نشہ میں بدمست ہیں اور اس کے دل میں ایک قوم کی اصلاح کی آرزوئیں پرورش پا رہی ہیں بلکہ تمام کائنات انسانی کی فلاح و بہبود کے حوصلے جنم لے رہا ہے۔ اس کی کتاب زندگی کا بروہی دنیا والوں کے سامنے کھلا ہوا ہے۔ ٹٹکے کی چوٹ اعلان کیا ہے فقد لبثت فیکم ہمار من قبلہ افلا تعقلون۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ سے نکاح۔ ۲۵ برس کی عمر میں آپ کی صداقت و امانت کا شہرہ کہ کی والدہ اور اعلیٰ خاندان کی بیوہ خاتون کے کانوں تک پہنچا جس کی تجارت کا سلسلہ مصر و شام تک پھیلا ہوا تھا۔ اس بلند اقبال خاتون نے آپ کو اپنے تجاہرتی قافلہ کا سردار مقرر کیا۔ چنانچہ ان تعلقات کے سلسلے میں وہ جلیل القدر خاتون آپ کی بے مثل شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئی کہ خود ہی غفد میں آنے کا پیغام بھیجا۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کی عمر چالیس برس کی تھی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل و انصاف کی نعمت سے بہرہ ور کیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ نکاح خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے قطعاً نہیں ہوا۔

آپ اس شادی کرنے سے ضرور بالادار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے دکھلادیا کہ جس کے پاس کچھ نہیں تھا اُسے سب کچھ دے دیا گیا اور سب کچھ لینے کے بعد سب کچھ دینے والے کے نام پر سب کچھ دے دیا کہ ہکے امرطائف کے باغوں

اور محلوں میں، امین اور صادق غاروں میں جو تخت پر سوکتا تھا وہ زمین پر سو یا یہ فقر اضطراری نہ تھا بلکہ اختیاری تھا۔ وہ شمع آجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں اکبر نہ چمکنے والی تھی دنیا کے بازاروں میں شادیاں کس لئے کہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شادیاں اس لئے نہیں تاکہ دنیا کو زیادہ سے زیادہ دین الہی کا پیغام پہنچا سکیں چنانچہ نصف دین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں واذا کون ما ینلی فی بیوتک۔ اس سے ایک توثیق ثابت ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم کی خلوت کی زندگی اتنی پاکیزہ اور مقدس تھی کہ وہ برور دئے عالم لائی جاسکتی تھی۔ دوسرا جہات المؤمنین اس قدر قابل اطمینان تھیں کہ سب کچھ سن کر دیکھ کر دنیا کے سامنے پیش کر سکتی تھیں:

مکی زندگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ۳ سال میں امتحان کی زندگی تھی جس طرح بازار میں جو چیز لائی جاتی ہے پہلے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہونک بجالو دشمنوں نے تکلیفیں مصائب اعدائیں سازشیں کر کے دیکھ لیا آزمایا کہ کسی صورت میں دشمن الہی سے نہیں پھر سکتا۔ تمام سببی و منفی تدبیروں سے جانچ امتحان مقصود تھا۔ ورنہ جس نے بعد میں کر کے دکھایا وہ کہ میں بھی دکھا سکتا تھا۔

سب سے پہلے غلاموں و بچوں کا امتحان ہو حضرت ابوبکر خدیجہ الکبریٰ حضرت علیؓ میں شخصوں کے علاوہ پہلے غلام مسلمان ہوتے کہ یہ تمہیں پیاسے کو پانی، گرمی والے کو سایہ، بے آسروں کو آسرا مطلوب تھا۔

وہ نبیوں کی رحمت تھیں یا نبیوں کی عذوبوں کی بر لائیوالا

محببت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کا غم کھائی والا  
فیقول کالجا نفعیقول کا مالدے ہ تیموں کا دلی غلاموں کا مولیٰ  
حضرت بلال امین بن خلف کے غلام تھے۔ اسلام لانے اُمیر نے  
انہیں دینی شروع کیں۔ پتی ہوئی۔ بیت پر رکھا کر گرم پتھر سینے  
پر راتوں رات لگائے۔ اور ارادہ کر آگ جلا دی تاکہ گرمی کی شدت  
ہو جائے۔ یوہ کی سبھی گرم کر کے ننگے بدن پر داغ دوتے  
رات کو پہرہ دار مقرر کر دیئے کہ اس کو مہونے نہ دو جاگتا رہے  
کوڑے مارتے رہو۔ مولانا روم فرماتے ہیں :-

لن فذلک خار میکروآں بلالؓ خواجہ اش میزد برائے کوشمال  
اچرا پس یا و احمد نیکنی ہ بسندہ بد منک دین منی  
حضرت ابو بکر صدیق راستہ سے گزر رہے تھے۔ احد احد کی  
داز آ رہی تھی۔ کوڑے پڑ رہے تھے۔ نہائش کی ایسے  
قع پر محبوب کا نام دل میں لینا چاہیے۔ مان لیا کل پھر گذر  
روہی حال پھر سمجھا یا سہ

پندش داد و باز تو پہ کرد عشق آمد تو پاد را ببر د  
بدین خلف سے سودا کیا۔ ایک کافر دمی غلام جو تعلیم یافتہ  
بہت بڑی تجارت کرتا تھا دے دیا۔ اور بلال کو خرید  
امیرہ حضرت ابو بکرؓ کے ظاہری خسارے پر ہذا حضرت  
فرمایا یہ آن پڑھا ملک کو منظور ہے اور اس کے نزدیک  
دور ہے۔

اُس وقت نماز میں خفیہ مکان کے اندر پڑھی جاتی تھیں  
خدا کے پتے پرستار گوشہ تنہائی میں اس کی یاد کرتے  
اور چھوٹے مہربانہ اس حکم کی بے فرمایوں  
عبتوں کا ارتکاب کرتے تھے۔ تک الامام محمد اہل بین  
س۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے ہاتھ بارگاہ

جہاں میں اٹھائے عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ اعز الاسلام بعمر ابن  
ہشام اور عمر بن الخطاب جنھوں نے توان دونوں میں سے  
ایک مانجا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب کو پسند کر کے روانہ  
فرمایا۔ ابو جہل نے تنگ آکر قریش کے بہادر فوجیوں کو دعوت  
دی کہ کوئی ہے جو اس سچے بندہ کی سیلاب ہیش کے لئے  
بند کر دے۔ اس آفتاب نور پر ابی ظلت کی چادر ڈال دے  
حضرت عمر تلوار سونت کر روانہ ہوئے۔ تقدیر میں ہی تھی۔

تدبیر ناکام ہو گئی۔ دار ارقم کے دروازہ پر دستک دی۔ بعض  
لوگوں نے دروازہ کھولنے میں پس و پیش کی۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دے اگر خیریت سے آیا ہے تو  
عزت کریں گے۔ ورنہ اُسی کی تلوار سے سر اس کا جدا کرینگے۔

اندر آیا محبوب خدا کے پیار سے چہرے پر نظر پڑی سب  
ارادے بھول گئے۔ اسلام سیکھا نماز کا وقت آگیا عرض کیا۔  
نہاک ابی وامی معبودان باطل کی پرستش علی الاعلان میدان  
میں ہو۔ اور سچے خدا کی عبادت اللہ چھپ کر ادا کریں اور آج  
خدا کی نماز اس کے حرم پاک کے اندر کعبۃ اللہ کے سامنے  
ادا ہوگی سبحان اللہ انوار رسالت کے پروانے حریم حق کے  
اندر داخل ہو گئے اذان کی آواز مکہ کی پہاڑیوں اور عمارتوں  
سے ٹکرائی دنیا جہان ہو گئی یہ کیا

دین حق کے جانباز چاہی نے تلوار ہلائی اور پکار کر کہا۔  
آج جس نے اپنے بچے یتیم کرنے ہوں۔ اپنی عورتوں کو بیوہ دیکھنا  
ہو بڑی خوشی سے میدان میں نکل آئے۔ کفار لرز گئے کس کو  
جرات تھی حضرت عمرؓ بعثت کے بعد چھٹے سال امیر حمزہ سے  
تین دن بعد اسلام لائے۔ آپ چالیسویں مسلمان تھے۔

ہجرت ادلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے



اسلام لانے سے قبل آپ تین سال کے عرصہ سے خفیہ نماز کا سلسلہ قائم کئے ہوئے تھے اس مدت میں قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کمزور صحابہ کرام پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے اور حق پرستاروں کی ایذا رسانی میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ کثرت ایذا سے تنگ آکر مسلمانوں کی ایک جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے اور دین و ایمان کی حفاظت و نگہبانی کرنے کے لئے وطن مآلوت کو چھوڑنے کی اجازت طلب کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی اور حضرت جعفر لیثیہ اور امیر عثمان رضی اللہ عنہ رجوع خانہ ان قریش کے برگزیدہ عائد میں سے ایک تھے اور جنہیں مکہ میں کوئی شخص کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اور ان کی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں کو بھی حکم دیا کہ تم ان غربا و مساکین کے ساتھ جاؤ تا کہ ان اللہ کے پاک بندوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بے کسوں اور بے خانماں غلاموں کو ہی ترک وطن کا مشورہ دیا ہے چنانچہ بن گھروں کو گھر دلانے کے لئے گھر والے بھی سمجھ رہے تھے۔ مصائب کا طوفان۔ جب قریش نے دین حق کا بڑھتی ہوئی مالک و شیعہوں کا فرقہ قریش کے معتبر افراد اور مشفقہ قابل میں پھیلنا برائے سمجھ کر لیا۔ اور حبشہ کے دور افتادہ علاقوں میں صحابہ کرام کی عزت و کامیابی کی داستان بھی ان کے گوش گزار ہوئی۔ تو انہوں نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اس سیلاب کو روکنے کے لئے ہجر اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں کہ ہایت کے پچھلے ہوئے آفتاب کی ضیا پاشیاں ہمیشہ کے لئے ختم کر دی جائیں یہ خبر ابوطالب کو پہنچی۔ چنانچہ حضرت ابی طالب نے

بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے تمام افراد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت جمع کر کے اپنی وادی کی طرف جس کو شعب ابی طالب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کوچ کر دیا قریش کو جب اس بات کا علم ہوا۔ تو انہوں نے ایک معاہدہ منعقد بن عکرمہ بن ہشام جس کے ہاتھ اس جرم کی پاداش میں قدرت نے اس کے ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل کر دیئے گئے ہاتھ سے اس مضمون کا لکھو یا کہ اگر بنی ہاشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے نہ کریں تو ان کو کھانے پینے کا کوئی سامان نہ پہنچے دو اور ان کے ساتھ خربہ و فروخت کھارج وغیرہ کا قطعاً کوئی معاملہ نہ کرو۔ اور اس بارے میں کوئی مصالحت قبول نہ کرو۔ اس معاہدہ کو تبایخ مکرہم ششہ ہشت بیت اللہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ بنی ہاشم نے تین سال کے بعد اس رنجیدہ اور مصائب دارِ لام سے معمور عرصہ میں حوصلہ شکن اور صبر آزمایا حالات کا مقابلہ نہایت استقلال اور پامردی سے کیا۔ اور یہ تمام مصائب محض قبائلی تعصب اور رجمۃ الجاہلیتہ کی وجہ سے برداشت کئے۔ اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ دیکھنے سے اس کا غدی معاہدے کو چاٹ لیا ہے۔ اور فقط اللہ تعالیٰ کا مبارک و مقدس نام ہی باقی ہے۔ حضرت ابی طالب سے ذکر کیا۔ اور انہوں نے پانچ آدمیوں کی اس کمی کو اطلاع دی جو بنی ہاشم کی اس طویل مصیبت سے متاثر ہو کر اس معاہدے کی مخالفت کی خفیہ تیاریوں میں مصروف تھے۔ جن میں ہشام بن الحارث اور زہیر بن مالک کا نام قابل ذکر ہے نہ پیرنے دوسرے دن علی الصبح خوبصورت لباس پہنا۔ سات دفعہ کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ اور اہل مکہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے مکہ والو تم دیکھ رہے ہو کہ ہم سب وہی کھلتے ہیں اور لباس پہنتے

میں اور بنی ہاشم ان چیزوں کے لئے ترس رہے ہیں۔ خدا کی قسم میں ہرگز دم نہ لوں گا۔ جب تک ایسے ظالم اور قاطع الرحم معاہدے کو چاک نہ کر دوں۔ ابو جہل نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو ہم ہرگز چاک نہیں کر سکتے۔ زعمہ اور دوسرے آدمی جو اس وقت کے لئے تیار بیٹھے تھے یک زبان ہو کر بولے تم سب جھوٹوں کے سردار ہو ہم اس معاہدہ سے متفق نہیں چنانچہ مطعم نے جا کر دیکھا تو واقعی معاہدہ دیکھ کھا گئی تھی۔ یہ بخت کا دسواں سال تھا۔ ابوطالب کا خاندان اس مقاطعہ سے آزاد کر دیا گیا اسی سال حضرت ابی طالب اور خدیجہ الکبریٰ کی وفات ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دامن خلاص اور وفادار ساتھی ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔

طائف کا سفر۔ اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کو ساتھ لے کر بنی ثقیف کے پاس تبلیغ و ارشاد کے لئے تشریف لے گئے۔ ان دنوں بنی ثقیف کے عمائد اور رئیس تین بھائی تھے۔ عبد یابل مسعود اور حبیب ان میں سے ایک کے گھر خاندان تریش کی ایک عورت تھی آنحضرت انہیں کے گھر تشریف لے گئے۔ خدائے قدوس کا پیغام پہنچایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور اپنے غلاموں اور کینہ فطرت بچوں کو برا ٹھیکہ کیا سب لوگ جمع ہو گئے۔ کوئی گالیاں دینا کوئی چہر پھینکتا حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پہ لہان ہو گئے اور جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ علماء اعلیٰ کے تمام تدبیر لڑ گئے۔ زید بن حارثہ کا سر بھی زخمی ہو گیا۔ آپ نے عقبہ اور ثیبہ کے باغ میں جا کر پناہ لی۔ طائف کے انہی بد نصیبوں کا حاکمات بھر مجمع واپس ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ

کے مقدمے فرشتے حاضر ہوئے اسے محبوب رب العالمین خدا کی قدوس کا ارشاد ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم ان دونوں پہاڑیوں کو آپس میں ملا کر ان شور و پشت بد بختوں کو ہلاک کر دیں۔ فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آمید ہے کہ ان لپشتوں سے کوئی لالہ اللہ کہنے والا پیدا ہو جائے گا۔ ملائکہ نے عرض کیا بیشک آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ قسم کہ کا صبر قدرت کو بھانپا۔ امتحان کی مدت ختم ہو گئی دل کا تجربہ ہو چکا۔ عمل کے بعد مدد عمل شروع ہو گیا نبوت کا اثر ظاہر ہونے لگا۔

عقبہ اور لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے گم کردہ راہ بندوں کی ہدایت کے لئے ایک حقیقی سے بھولے بھٹکے ہوئے انسانوں کی تلاش و تتبع میں نکلا اور ذوالحجہ کے بانہروں میں موسم حج کے اژدحاموں میں ہر ہر قبیلہ کے سحرانی منازل میں شوریدہ سرخلوک کے ہر جمع و ہر جلسہ میں بنفس نفیس تشریف لے جاتے۔ اور حق کا پیغام اطاعت نا آشنا کا فوں تک پہنچاتے فرماتے۔ کوئی ہے جو دین حق کی مدد کرے۔ کوئی ہے جو اللہ کے برگزیدہ رسول کو پناہ دے کر رسالات رب کی تبلیغ و اشاعت کی اعانت کرے؟ گالیوں تانٹوں اور ظلم و ظلیان سے بھرا ہوا مقابلہ نفرت جواب ملتا موت کا علم بک۔

سندہ کی اتہاد گہرائیوں میں سینکڑوں دفع غلط لگانے کے بعد کبھی کبھی ابدی موتی کا تھکا آتا ہے ہمد تھا موجزن ریادوں کی ریت چھاننے کے بعد سونے کے چند چمکدار ذرے گاہے گاہے نظر پڑتے ہیں۔ یہ قدرت کا اصول ہے سخت مضبوط بالکل اٹل۔ حج کا موسم ہے منی کے مقام پر عقبہ کے متصل

قبیلہ اوس و خزرج کے چند آدمی جو مدینہ کے باشندے میں تھے  
میں بیٹھے ہوئے تجارت کی باتیں کر رہے ہیں۔ بنی امی فداہ ابی  
وامی کے کافوں تک یہ آواز پہنچتی ہے۔ فرمایا میں انہم تم  
کون ہو جو اب ملا قبیلہ اوس کے باعزت افراد ہیں۔ نہر مایا  
صلی اللہ علیہ وسلم تجارت تنجیکم کیا ہیں تمہیں ایسی تجارت  
نہ بتاؤں جو تمہیں دونوں جہازوں میں سرفراز کر دے عرض  
کیا فرمائیے۔ خدا کا قرآن پڑھ کر سنایا تو حید کی دعوت دی  
اور دین الہی کی نصرت و اعانت کی وہ دھیری اپیل کی۔  
قل شیء مہووناً باوقا تھا نصیبہ اچھا تھا۔ اور یہ وہ مدینہ سے  
سنی سنائی باتوں کی وجہ سے کچھ علم بھی تھا۔ فوراً ایمان لائے  
یہ چھ آدمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم  
میری مدد کر سکتے ہو تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں  
عرض کیا قربان جائیں ہمارے ماں باپ آپ سے ہم اپنی  
قوم کو دعوت اسلام دینا چاہتے ہیں۔ اگر انہوں نے  
قبول کر لیا تو پھر جناب زیادہ مستزم اور مکرم ہمارے ہاں  
کون ہو سکتا ہے۔ اگلے سال اسی مقام پر اسی موسم میں مٹنے  
کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔ دوسرے سال بارہ دیول  
نے آکر اسلام قبول کیا۔ واپسی پر مدینہ طیبہ میں بن حنظل  
کو بلندی عطا ہوئی۔ گھر گھر چرچے ہوئے۔ لیکن معدن  
نہ راہ امیر جاعت کی حیثیت سے خدمت اسلام بجالاتے  
اور تعلیم قرآن کے لئے مکہ سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ  
نیز مکہ وطن کر کے مدینہ پہنچے ان کے دست حق پرست پر  
بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا جن میں سعد بن معاذ و  
سکندر ابیاد و اسید بن حنفیہ حبیبہ حبیل انقرہ و سعید کرام تھے  
یہ عبد اللہ شہل کا نام قبیلہ کلبی کے تھے ان میں ایمان لایا۔

سال ستر آدمیوں نے آکر بیعت کی کہ اگر آپ تشریف لائیں تو  
ہم جان و مال کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے۔  
ہجرت مذکورہ بالا عقد مہایت کے بعد کفار کی ایذا سے  
تنگ آکر اکثر صحابہ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اجازت  
طلب کی اور پوشیدہ طور پر گردہ در گردہ مدونا رخصت  
ہونے لگے۔ صرف عمر ابن خطاب اور ان کے بھائی ابی عطا  
دن و ہارے ڈنگے کی چوٹ روانہ ہوئے۔ کفار کو جرأت  
نہ ہوئی کہ انہیں روک سکیں بعض روایات کی بنا پر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کھمیں رہ گئے مشرکین  
کہہ کر اشاعت اسلام اور ہجرت صحابہ کرام سے تشویش و پریشانی  
دامگیر ہوئی کہ کہیں باہر سے ہمارے خلاف لشکر مرتب ہو کر  
انہما لینے کے لئے مکہ پر چڑھائی نہ کر دے جس سے  
طاعون طاقون کا مرکز ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے۔ دار الندوہ  
میں قریش کا اجتماع ہوا قرآنی الفاظ میں یہ پردہ گرام مرتب  
ہوا۔ اذ انہک ربک الدین کفہ و لیثبتک اذ لیثبتک اذ  
یعز جوتک دیکھو دن و بکرو اللہ واللہ خیر الما کہین۔  
شیخ الحدادی علیہ السلام کی شیعہ اور قبائل حدیثت نے  
بہر اتفاق ہوا اور مجمع اٹھ گیا یعنی عرب کے مختلف قبائل  
کے چیدہ چیدہ فوجواں مدینہ کے واسطے کیلئے جمعہ کریں تاکہ  
ہر قون تمام قبائل و فوجواں مدینہ کے واسطے جمع ہوں تاکہ  
تمام اہل عرب سے جنگ کریں اور انہیں کچھ اللہ جل شانہ  
نے اس وقت تک جمع ہجرت کر لے لی سعادت تشریف دی  
حدیث علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کھم نے انہما مدینہ  
مدینہ کے واسطے جمع ہجرت کر لے لی سعادت تشریف دی

پاس رکھی ہوئی ہیں ادا کر کے آنا۔ تمہارے تک کوئی ایسا امر نہیں پہنچے گا جسکو تم ناپسند کرو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام پہرہ دار مشرکین کے سر پر مٹی ڈال کر باہر نکل گئے۔ قدرت کا تماشہ دیکھئے جن اشخاص کے سر پر یہ خاک ڈالی گئی تھی وہی لوگ جنگ بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو کر جہنم داخل ہوئے۔ آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر مکہ کو الوداعی سفر سے دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ گویا پدری، مادر ی قومی و عین خاندانی تمام قبروں کو توڑ کر آگے بڑھ گئے حضرت ابوبکرؓ سے راستہ میں جو شخص پوچھتا یہ کون ہے؟ فرماتے یہ جلیل ہے یعنی رہبر ہے۔ سبحان اللہ کیا سچائی ہے۔ غار ثور تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کند ہوں تک اٹھا کر لے گئے بعض مافضی اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں کیا نفسیت ہے یہ تو اونٹوں گھوڑوں خچروں کو بھی حاصل ہوئی۔ میں کہتا ہوں بالکل ٹھیک ہے جس پر حضور نے سواری فرمائی ہے اس کی مانند و سرا و نشہ دنیا میں نہیں۔ اور اس کی شان کا دوسرا شان کوئی نہیں۔ باریت کامل آسان کام نہیں۔ اسی لئے حضرت علی فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کند ہوں پر سوار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کند ہوں پر نہیں اٹھایا۔ کفار مکہ غار ثور کے دروازہ پر پہنچے حضرت صدیق نے عرض کیا فداک ابی و امی اگر میں مر گیا تو ایک آدمی کی موت ہے کوئی ڈر کی بات نہیں اگر سرکار عالم پناہ کو آگے نہ بڑھتا تو تمام امت ہلاک ہو جائے گی فرمایا کلاً اتحزون ان اللہ معنا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ

یعنی میرے بھی اور تیرے بھی معلوم ہوا کہ کسی نبی کے صحابہ کی پریشان فہمیں جب بنی اسرائیل نے دریائے نیل کو عبور کرتے ہوئے فرعون کے نوت سے انا ملد و کون کہا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ معی مت گھبراؤ خدا میرے ساتھ ہے سراقہ بن جعتم پکڑنے کی غرض سے پہنچا دعا کی گھوڑے سمیت زمین کے اہل دھننا شروع ہو گیا۔ معافی طلب کی معافی مل گئی اور وعدہ بھی فرمایا کہ جب تم مسلمان ہو جاؤ گے تو قیصر کے سونے کے کنگن تجھے پہناؤں گا چنانچہ اس وحییت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں پورا کیا۔ مدینہ میں پہنچنا۔ مدینہ کے لوگ منتظر تھے ہر شخص کی تمنا تھی کہ سرکارِ دو عالم میرے کاشانہ کو منور فرمائیں۔ لیکن حضور نے فرمایا۔ میری اونٹنی کو جہاں خدا کا حکم ہو گا ٹھہریگی۔ چنانچہ حضرت ایوب انصاری کے گھراؤٹنی ٹھہر گئی۔ ابوالہو نے عرض کیا حضور آپ ادھر مالے کرے میں فرود کش ہوں فرمایا میرے پاس آدمی آجس گئے اور تمہیں تکلیف ہو گی۔ ایک مات پانی گر گیا چھت کمزور تھی خطو ہوا کہ پانی کہیں نیچے نہ پلا جائے لحاف لے کر بٹگو ناشر دے کر دیا اور جاڑے کی مات ننگے گذاری کیا محنتی رسول ہے۔

مدنی نہ ندگی۔ مدینہ پہنچ کر بھی تکالیف اور پریشانیوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ آرام مفقود رہا کہ والوں نے یہاں بھی چین نہ لینے دیا جنگ بدر کی تیاری ہونے لگی مشورہ ہوا صحابہ نے عرض کیا ہم اصحابِ یوسفی تو نہیں کہ کہیں ناذہب انت و ربک فقاتلانا انا و لھنا قاعدون۔

آپ جو حکمیں ہم عافریں سے

اصحاب موسیٰ من رسولیٰ کھا کے بھی بزدل رہے

خاکشیاں ہو گئے شاہ جہاں

انھما فند جنگ بدر میں مصیبت کھاتے ہوئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سواد بن عزتہ کو

تیر کا پھل پیٹ پر لگ گیا عرض کیا حضرت انصاف

فرمائیے فرمایا بدلے کو عرض کیا ضرور لوں گا لیکن

میرا پیٹ تنکا تھا آپ نے کھڑا ٹھا دیا سواد بن

مبارک سے چمٹ گیا اور کہا حضرت یہ آخری تمنا تھی

کہ یاد کے بدن سے بدن کو ملا لیں موت سر پر کھڑی تھی

مقام نام نہ نہ حضرت ابو بکر صدیق سرکارِ دو عالم پر پہرہ

دے رہے تھے جنگ جب گھمان کا شروع ہوا تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر سجدہ کیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ

یہ وہ تیرے بندے ہیں جنہیں تیرے حکم کے مطابق پاک

کمر کے لایا ہوں اگر تو نے ان کی مدد نہ کی اور یہ صفحہ

ہستی سے مٹ گئے تو تیرا نام بھی دنیا میں پھر کوئی نہ

لے گا۔ دیکھا چرام کی پاک شدہ جماعت تھی حضرت

ابو بکر صدیق نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ

آپ کو ہرگز نہ چھوڑے گا تین سو تیرہ بندوں کی

بے ہمتیاء فوج ایک ہزار کے مقابلہ میں کامیاب ہو کر

واپس آئیں گی۔

جنگ اکھڑا شکست خوردہ مشرکین نے مکہ میں واپس

جا کر نئے ہتھیار جنگ کی تیاری نہایت مستعدی سے

شروع کر دی حتیٰ کہ عورتوں نے بھی چندے دیئے تھے

عرصہ کے بعد ابوسفیان کی سرکردگی میں یہ طاغوتی مجموعہ

احمد کے میدان میں مسلح ہو کر اللہ والوں سے لڑنے

کے لئے آموجود ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات سو

آدمی ساتھ لے کر مقابلہ میں آئے تین سو منافق رات

سے واپس آ گئے۔ جنگ ہوئی۔ تیر انداز دستہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے درے سے بٹ

گیا۔ اس نافرمانی کی سزا شکست کی صورت میں نمودار ہوئی

قدرت نے بتلایا کہ فتح کثرت اور سامان پر نہیں میرے

محبوب کے حکم کی پیروی میں ہے۔

شکست خوردہ فوج تتر بتر ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے سر میں خود گھس گیا۔ دانت مضروب ہو گئے۔ اکثر لوگ

پریشانی کے عالم میں گھر کو بھاگ چلے حضرت صدیق فادز

علی سعد بن ابی وقاص، طلحہ، براء و کچھ انصار باقی رہ گئے

صادق الوعدہ۔ ایک شخص نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو تلوار دکھلا کر کہا تھا یہ تمہارے لئے بنی ہے حضور

نے فرمایا تیری موت کی پرچھی ابھی تیار نہیں ہوئی۔ جنگ

احمد میں وہ کافروں کا آماج گاہ اور آواز دے کر پکارا

حضور نے سعد سے نیزہ لے کر گلے پر مارا اور اس کا ٹکڑا

چینٹا ہوا دوڑا۔ لوگوں نے کہا کیا بلا ہے زخم تو بڑا نہیں

مگر لگا اس کے ہاتھ سے ہے جس بھی خطابات نہیں کی حضرت

نے فرمایا بڑا شہنشاہ ہے جس نے نبی کو قتل کیا یا نبی

ہاتھ سے قتل ہوا۔

سید الشہداء حضرت حمزہ وحشی کے ہاتھوں قتل ہوئے

ہندو وجہ ابوسفیان نے ٹانگہ ٹانگہ سے بے ہوش کر دیا

لئے اور ہاتھ لگائے۔ پھر دوپٹے کی پٹی سے ہاتھ پکڑ لیا

اور کفن دینے کے وقت ایک چادر بھی جو سر کی جانب سے

ڈھال کے غور پر استعمال فرمایا جس کو سات آدمی مل کر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ گود میں ایک عیسائی حضرت علی کو دیکھنے آئے آپ مہر ہو چکے تھے۔ دانت رخصت ہو چکے تھے۔ جو کی ہڈی ہاتھ میں لے کر سردی پسینہ نکل آیا۔ عیسائی نے حیران ہو کر پوچھا آپ ہی نے خیر کا قلعہ فتح کیا تھا۔ فرمایا اے گد وہ مدینے دانے آقا کی نگاہ کا کرم تھا عجب تھی نگاہ عطف رسول پر ہی مدد وقت حیدری فتح مکہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جارہے تھے راستہ میں ابوسفیان با سوسی کے لئے پھر رہا تھا حضرت عمرؓ نے پہچان لیا۔ تعاقب کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے امان دی اور سرکارِ دو عالم نے معاف کر دیا لیکن حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو لے کر ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ۔ اور سامنے سے لشکر گزرنا شروع ہوا ابوسفیانؓ نے مسلمانوں کا ٹھانڈا ٹھانڈا دیکھ کر کہا۔ عباس تمہارے بھتیجے بڑے بادشاہ ہو گئے ہیں۔ فرمایا ظالم ابھی تک پیغمبر نہیں مانا۔ ابھی دنیا کے بادشاہوں کو یہ نشان نصیب ہوئی ہے۔ کہ فتح ہو گیا اور اعدائے اسلام و دشمنانِ کلاؤ و جان سامنے لا کر کھڑے کئے گئے۔ رحمتہ العالمین نے فرمایا۔ لا تنزیب علیکم اليوم۔ یوسف علیہ السلام نے فتنہ تو فرمایا تھا کہ تمہیں معلوم ہے جو تم نے بھائی یوسف سے کیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی یاد نہ دلایا جنگ موتی میں زید بن حارثہ اور جعفر طیار شہید ہو گئے۔ اور علم خود بخود حضرت خالد بن ولیدؓ نے پکڑ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے شہداء اسلام کی خبر دے کر کسی کی طرف دعوت اسلام کا خط بھیجا۔ اس کجبت۔

پوری کی گئی اور پانچ گھنٹے کی گئی۔ ابوسفیان نے بلند آواز سے دریاؤں کی طرف سے آواز کی کہ ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں حضور نے جواب دینے شروع فرمایا۔ پھر ڈکھا ابو بکر صدیقؓ موجود ہیں۔ ابوابِ ملاء پھر پوچھا عمر ابن الخطابؓ زندہ ہیں جواب نہ ملنے پر خوشی و مسرت سے اچھل د کر کہا آ علیٰ ہبل ربہ کا نام ہے آج بلند ہو گیا۔ حضرت امیر سے نہ مانگا چلا کر فرمایا۔ اللہ کے دشمن تمہارے جلانے کے لئے ہم سب زندہ ہیں حضور نے فرمایا تم اللہ جل کا فخر بلند کرو۔ ابوسفیان نے عثریٰ حضور نے فرمایا اللہ تم کو اللہ مولیٰ بنا دے اور مولیٰ لکھ یہ بدر صغریٰ۔ میدانِ اعدیٰ آئندہ سال بدر میں لڑائی کا وعدہ کر کے فریقین چلے گئے ایک بدر کی میدانِ مقررہ پر کھڑے رہے۔ مسلمان تجاوت کر کے واپس آ گئے۔ احزاب کا جنگ۔ تین ہزار کافر مدینہ طیبہ پر چڑھائی کر کے آئے۔ کھارہ ہوا ٹکڑا کام۔ واپس گئے جو اصرار و بنو قریظہ نے یہودیوں نے نقص عہد کر کے کفار کے کھارے کا تھا دیا لیکن ذلت و رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا۔ کھارے چلے جانے کے بعد مسلمانوں نے یہودیوں کی خوب خبر لی۔ اور حضرت علیہم السلام والمسکنة کا جین مصداق بنا دیا۔ خیبر۔ یہودی فتنہ کے مکمل استیصال کے لئے خیبر کی جنگ لڑی گئی۔ خیبر کے سات محلے تھے سب فتح ہو گئے۔ صرف ایک باقی رہ گیا جو مرتب کا تھا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ بھارہ تھے انکلیں دکھنی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلعاب دہن مبارک لگا لگا اور شفا ہو گئی۔ کھارے کے میدان ان میں اترے۔ اور دشمنان لڑائی میں خیبر کے دروازے کو

چاک کر کے پھینک دیا فرمایا اس نے خط نہیں پھاڑا بلکہ اپنی قوم کی تقدیر پھاڑ دی ہے۔

علم، المقصد مدنی زندگی میں باد جو جنگی خلفشار کے ایسا نظیر اُشان باطنی اور روحانی انقلاب پیدا فرمایا کہ جس کی نظیر ناممکن ہے سب سے پہلے جہالت کو دور فرمایا اور اطلبو العلم ولو کان بالصحین کا حکم دیا۔ مدرسے قائم کئے سب سے بڑا مدرسہ اور دارالافتاء اصحابِ معتمد کا ممکن تھا حضور خود بھی معلم تھے اور دوسرے استاد بھی فرمایا جو پڑھنا بھلا مر جائے وہ شہید ہے خواہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہو آج ہمیں علم حاصل کرنے سے شرم آتی ہے دعا قوت مند تو تفجھ رکھنا تھے میں اسلام نے حصول تعلیم پر کوئی قومی یا نسبی پابندی عائد نہیں کی۔ برقعات اس کے دید کا حکم ہے کہ برہمن علم پڑھے اور اگر شودھر کے کان میں دید کا منتر پڑ جائے تو سیسہ بگھلا کر اس کے کان میں ڈالو۔

فخر نسبی۔ کو مشایخ قریش مکہ حج کے موقع پر بھی مرقات میں عام لوگوں کے ہمراہ جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ فرمایا ایضاً امن حیث افاض الناس آج کل کے سید بھی امتی کے برابر چار پائی پر بیٹھنا یا امتی کے منہ لگائے ہوئے برتن میں پانی پینا ناروا سمجھتے ہیں۔

بنی اسرائیل اگلی امتوں کے سید تھے ان کا عقیدہ تھا ان نمتنا الناس لا آئنا ما معدود کا یہ بھی کہتے ہیں کہ گھٹنوں کے اوپر سگ نہیں پہنچے گی۔ ان کے متعلق بھی حکم تھا صرہ علیہم الذلۃ والمسکنت یہ بھی دن کو گھوڑوں پر چڑھے ہوئے گدا کرتے ہیں اور رات کو

کو چوہریاں کر دیتے ہیں صابنہ زکریا (رضی اللہ عنہا) وہ جب ایک میر صحابی تھا اور خوبصورت لڑکی رکھتا تھا۔ بہت لوگوں نے غلبہ کیا۔ مگر کسی کو کامیابی نہیں ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غریب صحابی کو فرمایا جاؤ ادھر سب کو میرا سلام کہہ کر لڑکی کا خلیہ کر دو صحابی گیا وہ جب کو غصہ سے اندر آئے۔ لڑکی نے چہرہ اترا دیکھ کر وجہ پوچھی کہا معاملہ دگرگوں ہے آنحضرت نے ایک بد صورت اور غریب آدمی کو تمہارے لئے شادی کا پیغام دے کر روانہ کیا ہے۔ لڑکی داننا تھی کہا پھر کیا بات ہے یہ بد صورت ہے بھیجنے والا تو خوبصورت ہے مجھے ناچیز کو آنحضرت کے قدموں پر نشانہ کر دو۔ بات سمجھ گئی قبول کر لیا۔ صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرثدہ سنایا۔ آپ نے فرمایا اب جاؤ حضرت عثمان کو میرے سلام کہو مطلب یہ تھا کہ شادی کا سامان کر دے۔ چنانچہ حضرت عثمان نے دو ہزار درہم پیش کئے۔ واپس آتے ہوئے راستہ میں الحرب الحرب کی آواز سنی خیال آیا شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شادی کی وجہ سے شہادت سے روکیں۔ اس رقم سے گھوڑا اور سامان خرید کر میدانِ احد میں موجود ہو گیا۔ لڑا اور خوب داد شجاعت دینے کے بعد زخمی ہو کر گر گیا حضور نے فرمایا اٹھ لاؤ سرکارِ دو عالم کے قدموں پر آ کر جان جان فرما کے سپرد کر دی ہے

چرخش سے بنا کر دند بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور میری نو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ مگر خوفِ عار کے باعث سب کو

اسلام نے کہا جبراً عورت کو قتل نہ کرو۔ بچہ کو  
بوڑھے کو راہب کو نہ چھیڑو کہبتیاں نہ جلاؤ کوئی چیز  
برباد نہ کرو۔ جنگ بدر میں قیدی آئے مکہ ہوا چھوڑ دو  
فدیہ لے لو قیدیوں میں حضرت عباس بھی تھے جنگیں بند بھی  
ہوئی تھیں تمام قیدی خیمہ میں بند ہیں۔ رات کو بند نہیں آتی  
تھی کروٹیں بدل رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا خیمہ پاس تھا۔ آواز آشنا معلوم دے رہی تھی۔ نیند نہ  
آتی تھی۔ اصحابی نے پوچھا حضرت کیا ہے۔ فرمایا بچا کی  
بیقراری کی آواز۔ بیقرار کر رہی ہے۔ صحابی نے جا کر  
مشکیں کھول دیں آواز بند ہو گئی۔ حضور نے پوچھا کیا ہوا  
آواز نہیں آتی، عرض کیا میں نے قنول دلی ہے۔ فرمایا ایسا  
الوہیت میں خدا ہے کیسا عجبو میتیں وہ مہدیکتا

نہیں یا سب کو کھول دو یا پھر میرے چچا کو بھی دو بارہ  
باندھ دو یہ مساوات ہے۔ زندگی کے جس گوشہ اور معاشرت  
کے جس پہلو کو دیکھو کرشمہ امن دل میکند کہ جا اپنی ست  
دنیا کی تمام بیماریوں تمام خرابیوں تمام دکھوں کی وجہ  
یہی کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت  
کا سبق بھلا دیا ہے۔ ہمیں پہچان نہیں رہی اس لئے جو  
چاہتا ہے نبی بنجاتا ہے۔ ہیں اس کی شان معلوم نہیں ہی  
جس کی وجہ سے ایرا غیر ہمسری کا دعویٰ کر رہا ہے اس  
کی تعریفیں انسانی حیض اقتدار سے بالاتر اس کی ضعف دشنا  
قتل و کفر کی رسائی سے بلند ہے  
لیکن ہششاء کما کان مقدا بعد از خدا بزرگ قوی قصہ مختصر  
نہ اسکا ثانی نہ اس کا ہمسرہ مادہ اولاد و وف بھی بے حیم بھی ہے

۱۷  
اس سال مجلس تہذیب و تربیت خیرات و صدقات کا ستر ہوا  
نظم و شکر سالانہ

ج

ستہ۔ ۱۴-۱۵-۱۶ مارچ ۱۹۴۷ء ہر روز جمعہ ہفتہ و اتوار  
مقام جامع مسجد بھیرہ ہفتہ روزہ شائع ہونے لگا  
شمس اسلام کے تاریخین نوٹ کریں۔  
(نام علی حرب۔ بھیرہ بھیرہ)



# مسلمانوں کی کامیابی و ترقی کا قرآنی پروگرام

(اذجناب سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

انسانوں کی تمام کمزوریوں اور فساد و بگاڑ کی بنیاد وہی ہے جو ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ انہوں نے ہدایت ربانی اور قانون الہی سے منہ موڑ کر اپنی مرضی یا دوسرے انسانوں کی مرضی پر چلنا شروع کر دیا۔ اور اپنی زندگی خود اپنے ہاتھوں بگاڑ لی۔ جہاں اس نے خدا اور خدا کی ہدایت کو بھلا یا وہیں وہ اپنے آپ کو بھی بھول گیا۔ خالق ارض و سما اس کامنات کا مکمل حقیقی ہے۔ لہٰذا الخلق ولہٰذا کما صراحتی کے لئے خالقیت ہے۔ لہٰذا اسی کیلئے آمریت یعنی حکم دینا۔ انسان جب خود غرضی انسانیت پر مبنی ہو کر خود راہ و سر کرشی پر آمادہ ہوتا ہے تو حکومت الہی اور اطاعت الہی سے باغی ہو کر خود حاکم اور قانون ساز بن بیٹھتا ہے۔ اور یہیں سے دنیا اور انسانیت کا فساد و بگاڑ شروع ہو جاتا ہے۔ خدا کا باغی اور سرکش انسان جو بھی انداز حکومت اختیار کرتا ہے۔ بہو لے بجائے انسان اس سراب کو حقیقت سمجھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ چالاک و مکار، عیاش و بدکار اور نااہل بادشاہوں اور حاکموں کے قبضہ و تصرف میں آ جاتے ہیں۔ جب ان کا ظلم و استبداد اور جبر و قہر حد سے زیادہ بڑھتا ہے تو فطرت انسانی حکومت انسانی سے ابا و کمرتی اور بالآخر دنیا میں انقلاب لے آتی ہے۔

انسانی حکومت کی پہلی ضرب فطرت انسانی پر پڑتی ہے یہ انسان کی قوت شعور و تمیز کو دبا لیتی اور ذلت غلامی کو بختہ کر دیتی ہے۔ جب غلامی کے تباہ کن اثرات و نتائج اپنی تہرناک صورتوں میں ظہور پذیر ہونے لگتے ہیں تو فطرت صانع موجودہ طرز حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے حقیقت حال سے بیخبر انسان ایک نظام کو الٹ کر دوسرا نظام حکومت قائم کر لیتے ہیں۔ اپنے مرض کے ازالہ کے لئے پھر وہی مرض اٹھاتا دیکھتے ہیں۔ تریاق کے نام پر نہ دیکھا جاتا ہے۔ ایک ظلم کو مٹا کر دوسرا ظلم کھڑا کر دیتے ہیں انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمدن و عمرانیت کے نظام میں وہ کونسی بنیادی خرابی اور کمزوری ہے جس سے سیاسی تعدنی اور اخلاقی منطام و مفاسد پیدا ہوئے اور انسانوں پر عرصہ حیات تنگ کرتے ہیں۔ وہ بشریت اتنا سمجھتے اور دیکھتے ہیں کہ تحت حکومت سے ایک شخص کو گرا کر کسی دوسرے انسان کو بٹھا دیتے یا پڑنا نالوں کے ہاتھ میں اپنی زندگی کی باگ ڈور پکڑا دیتے ہیں۔ یہ سب سمجھتے ہیں کہ بس اب دنیا میں امن و انصاف قائم ہو جائے گا۔ اور اب انسانیت رکت کرے گی۔ گمراہ شخص یا جماعت بھی حکومت اقتدار اپنے ہاتھ میں لیتی ہے وہی ظلم و مفاسد بن جاتی ہے۔ اور انسانیت

لو اُٹھی پھری سے ذبح کر دیتی ہے۔

ازمنہ وصلی کی شخصی حکومت ہو یا دورِ عاجزہ کی  
بہبودیت اور سرمایہ داری جو یا اشتراکیت ہر انسانی  
نظام حکومت دنیا میں فساد کی جڑ ہے۔ انسان یا  
انسانوں کا غلبہ و اختیار اور سطوت و غلبہ کسی صورت  
میں بھی امن و انصاف اور اخلاق و روحانیت کی  
نہایتی کا پیش خیمہ ہے۔ ہر حال جو انسان بھی قوت و  
اختیار اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اللہ کی ہدایت سے پہلے نیل  
و کر نظام سلطنت اور قوانین بنائیں گے، ان میں  
پنی ذات اپنی جماعت، اپنی قوم اور اپنے ملک کے  
نصوص اغراض و مفاد کی طرف میلان ضرور دیکھیں گے  
وہ یہی چیز مظلوم و مقبور طبیعتوں میں بغاوت و  
سرکشی پیدا کر دیتی ہے۔ اس کا علاج صرف یہی ہے  
انسانوں سے انسانوں پر حکومت کرنے اور قانون  
نانے کا حق سلب کر لیا جائے۔ حق صرف باہتمامی  
حاصل ہے۔ اسی کو دے دیا جائے۔

سروری نہ یا نقطہ اس ذات بے ہمتا کو ہے  
حکمران ہے اک ہی باقی بقاء آدمی

حکومت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے

انسانوں کی مذکورہ بالا جماعت و طاقت ظلم و مظلومی  
پر بے راہ روی و گمراہی کو دور کرنے کے لیے  
پیش سے انبیاء علیہم السلام آئے اور بتلاتے رہے  
حکومت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے جو تمام  
انسانوں سے بلند و بالاتر جہتی ہے۔ اس کے سوا

کسی کو حق حاصل نہیں کہ انسان کو اپنا محکوم بنائے  
تمام انسان ایک سطح پر ہیں سب اللہ کے بندے  
ہیں کوئی کسی دوسرے پر بالادست نہیں پس اسے  
و محکوم اللہ کی اطاعت و بندگی اختیار کر و انبیاء  
علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ انسانوں  
کی گردنوں اور دلوں سے بادشاہوں، سرمایہ داروں  
و ہر پیشواؤں، آسمانی رسم و رواج اور نفسانی  
خواہشات کی غلامی کے طوق اتار کر تمام انسانوں  
کو فقط ایک اللہ کا غلام بنادیں۔ اور انسانوں کو  
ذمہ داری کے تمام معاملات و مسائل میں قوانین الہی  
کی پیروی کرنے کی دعوت دیں جہاں پچ انبیاء علیہم السلام  
کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُخَلِّمَ بِهِ  
النَّاسَ فَبِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ اَوْرَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی  
اَنْ يَّهْدِيَهُمْ جَنَّاتٍ يَّجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
النَّهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ لَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ  
فِيْهَا خَالِدُونَ

پھر فرمایا جو قوانین الہیہ کے مطابق حکومت نہ کرے  
وہ ظالم، فاسق اور کافر ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ مُمْ  
الظَّالِمُونَ (ہم ان کا فرعون)

اور جو قوانین خداوندی کے مطابق حکومت نہ کرے  
وہ ظالم اور کافر ہے۔

انسانیت کے ارتقاء و ترقی وال کا بنیادی قانون  
جب خالق کائنات کی طرف سے انسان کو منصب

عطا ہوا۔ اسی وقت انسان کو بتلادیا گیا تھا کہ انسان کو شعور  
 وادراک اور اختیار وامادہ کی قوتیں دی گئی ہیں  
 اور یہ اختیار وامادہ ہی ہے جس سے دیگر اشیاء  
 کائنات سے ممتاز و متمیز اور شرف المخلوقات ہے  
 انسان کے سوا کسی اور مخلوق میں شعور نہیں اور قوت  
 اختیار ہی ہے ہی نہیں دنیا کی چیزوں کو حضرت حق  
 جل مجدہ نے جس طرح واسطوب پر پیدا کر دیا ہے اور  
 جو غرض اس کی پیدائش کی شہرادی ہے۔ اُس سے دنیا  
 دنیا کی کوئی چیز کشتی و انحراف نہیں کر سکتی ہر چیز بالکل  
 تعالیٰ کی مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اس فطری طاقت  
 پر ہر شے طوعاً و کرہاً مجبور ہے برخلاف اشیاء  
 کائنات کے انسان میں خیر و شر کی ہدی اور طاقت  
 و بغاوت دونوں قسم کی متضاد قوتیں ودیعت کی گئی  
 ہیں۔ اُسے اختیار تمیزی سے سرفراز کیا گیا ہے  
 تاکہ اس کی آزمائش ہو امانت ادا کرادے ماکفورا  
 وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فکری و عملی قوتوں کا  
 قانون الہی کے مطابق ٹھیک ٹھیک استعمال کر کے  
 شکر گزار بندہ بنتا ہے یا خدا سے باغی ہو کر  
 ناشکر بندہ بنتا ہے۔ اسی اختیار و تمیزی کی وجہ  
 سے اسکو عذاب و ثواب کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔  
 قصہ آدم میں بتلایا گیا ہے کہ انسان کی فلاح  
 و بقا کا راز اس میں ہے کہ وہ قوانین الہیہ کے  
 مطابق فطری زندگی گزارے۔ ہر ایت الہی جہاں  
 طبیی زندگی کے حفظ و بقا کے لئے تمام مخالف  
 قوتوں سے مقابلہ کی صلاحیت انسانوں کے اندر

پیدا کرتی ہے وہاں نفس کی حفاظت اور نشو و ارتقا  
 کے لئے بھی تمام متضاد قوتیں و قوتوں کی خدمت  
 سامان مافعت دے کر انسانوں کو دین و دنیا دونوں  
 میں فائز و کامیاب بنادیتی ہے یعنی قانون  
 الہی انسانوں کی روحانی و جسمانی دونوں قسم کی  
 زندگی کے نشو و ارتقا کی ضمانت لیتا ہے۔  
 البشیر فی الجہنم الدنیا و الاخرہ قرآن مجید  
 متوجہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی و سرفرازی  
 کی ضمانت دیتا ہے۔

جس وقت انسان اول نے اس دنیا میں خلیفہ کی حیثیت  
 سے زندگی کا آغاز کیا اسی وقت سے اُسے آگاہ کر دیا گیا  
 تھا۔ فَاَمَّا يٰٓاٰیٰمٰنُکُمْ مَّتٰی هٰذِیْ فَهٰنَ بَیْعَ هٰذِیْ فَا  
 خُوفٌ عَلَیْہُمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ  
 پس ہماری طرف سے تمہارے پاس ہدایت پہنچا کر  
 سوچو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو انہیں کسی  
 کا خوف اور غم نہ ہوگا۔

یہ نسل انسانی کے حق میں ابتداءئے آفرینش سے قیامت  
 تک کے لئے ایک مستقل قانون ہے یعنی انسان کا کام  
 یہ نہیں کہ وہ اپنی زندگی کا نظام اور راستہ خود تجویز کر  
 بلکہ بندہ اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس امر پر مامور  
 ہے کہ اپنے رب کا تجویز کردہ راستہ اختیار کرے یعنی  
 وحی الہی کی پیروی کرے۔ بلاکت و بربادی اور ظلم  
 فساد سے محفوظ رہنے کی صورت صرف یہی ہے کہ خدا  
 قوانین الہیہ کے تابع بسر کرے۔ اگر ان قوانین کی  
 نکتہ یب دانکار کی روش اختیار کی تو انسان کو

وہ پیدا دی اور جہنم ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَلَكَ بُرْءٌ بآيَاتِنَا وَلَدُنَّا  
أَفْضَلُ مِنَ النَّارِ هَلْ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ  
اور جو لوگ کفار سے قانون سے انکار کریں گے اور  
اُس کی تکذیب پر اتر آئیں گے تو یہ لوگ جہنم میں مشیت  
اسی میں رہیں گے۔

مطلب یہ کہ اگر انسانوں نے اللہ کے ضابطہ حیات  
کے مطابق اپنے خیالات و نظریات اور مقصد حیات  
کو شاہراہ عمل بنایا تو وہ کبھی ہلاکت سے نہیں بچ  
سکتے اس لئے کہ قانون اللہ تقاد حسانیت کے تحفظ  
اور عروج و نہ وال کے لئے ضابطہ ہے وہ صرف  
نہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت ہے۔

الہی اور غیر الہی نظام زندگی کا فرق

قرآن پاک کا اعلان ہے کہ جو اللہ کی طرف سے آئی  
ہوئی ہدایت کا اتباع کرے گا وہ نہ راہ راست سے  
بٹلے گا نہ مشقت میں پڑے گا۔ ہدایت الہی پر  
چلنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مومنوں پر فلاح و سعادت  
کی تمام راہیں کشادہ ہو جائیں گی حیات اخروی کے  
کے ساتھ ساتھ حیات ارضی میں کبھی جہالت مفلسی اور  
مصائب و آلام کا سامنا نہ ہو گا۔ اس کے برخلاف :-  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ  
نَارُهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ آتَتْهُمُ  
احکام و قوانین سے غفلت و اعراض برتنے گا تو اس  
کی معیشت ٹٹک کر دی جائے گی اور قیامت کے دن

میں اُسے اندھا ٹھہراؤں گا۔

یعنی قوانین الہیہ کے اتباع کا لامی نتیجہ خوش حالی  
اور اسباب معیشت کی فراوانی ہی مقصود حیات نہیں  
بلکہ مقصود رضائے الہی ہے اس کے ضمن میں خوش حالی  
اللہ کا ایک فضل اور احسان ہو تا ہے حیات اخروی  
کسی حال میں بھی نظر انداز نہیں ہونی چاہئے جو خوش حالی  
وہی معتبر ہے قانون الہی کے مطابق ہو اور حدود و اطہر  
سے تجاوز نہ ہو۔ محض حیوانی زندگی کے حفظ و بقا کو  
مقصود زندگی سمجھ لینا کفر ہے اور یہی غیر فطرتی زندگی  
ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ يَمْتَسِعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا  
تَأْكُلُ الْإِنْعَامُ وَاللَّهُ أَمُّ الْمُؤْمِنِينَ

یقیناً اللہ ایمان اور اعمال صالح والوں کو ان  
باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی  
ہوں گی لیکن وہ لوگ جو کفر کریں وہ (دنیاوی زندگی  
سے) اس طرح متنعم ہوتے ہیں اور یوں (محض)  
کھا۔ (یعنی ان کو مقصود زندگی سمجھ لیتے ہیں) جس  
طرح حیوانات (کا مقصد زندگی محض) کھانا پینا  
ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

نظام الہی کے ماتحت زندگی بسر کرنے کا نتیجہ  
آخری نجات ہے اور جو لوگ قوانین الہی کی جگہ  
انسانوں کے خود ساختہ نظاموں کے تحت زندگی  
بسر کرتے ہیں ان کا مقصد زندگی محض طبعی حیات

یات کی پرورش اور حفظ و بقا ہوتا ہے۔ اور وہ مذہب، اخلاق اور آخرت سب کو بھلا کر حیوانوں کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

دیکھ لیجئے آج کفار و مشرکین نے کیوں کر اپنے ظالمانے باطلہ سے انسانوں کو محض معاشی بیل بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور دنیا میں کیوں کر میٹھ کو جھوٹ بنا کر صبر و تحقیق کی دشمنی پر ائمہ کفر و ضلالت سے کر باندھ رکھی ہے۔ یہ آزادی کے بلند بانگ موعیے جھوٹ کی ڈیگیں اور اشتراکیت کے جہان سے سب پیٹ کے دھندے اور دھوکہ و فریب کی ٹمیاں ہیں۔ ان تحریکوں اور نظاموں کے ذریعہ بندگان خدا کو قوم، وطن، پیٹ اور دولت کا بکاری بنایا جا رہا ہے۔ دین و ایمان پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ دنیا میں ظلم و فساد پھیلایا جا رہا ہے۔ اور انسانیت کو برباد کیا جا رہا ہے۔ دنیا میں آج جتنی تحریکیں اور چلنے پھرنے نظام بھی چل رہے ہیں۔ ان سب کا مقصد انسانوں کو حیوان بنانا اور اپنی یا اپنی قوم کی دوسروں پر خدائی قائم کرنا ہے۔

مسلمانوں کی ذلت و پسماندگی کی وجہ

اگر مسلمان مذکورہ بالا قرآنی حقائق کو سمجھ کر انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے توہینِ الہیہ کے مطابق زندگی بسر کرتے تو ان کی ذلت و پسماندگی، جہالت و غلامی و محکومی اور کبت و مفلسی کا وہ نقشہ نہ بنوگا جو آج نظر آ رہا ہے، وہ منصبِ امامت پر فائز ہوگا۔

دنیا میں ہر طرف نیکی و نیکی ہوتی ظلم، فساد، عیاشی، ہر کاری اور گمراہی کی حکومت ہوتی دنیا کا اقتدار ائمہ کفر و ضلالت کے ہاتھ میں نہ ہوتا۔ اور آج دنیا میں اللہ کا قانون قرآن میں بند اور انسانوں کا قانون ممالک عربیہ تک میں جاری نہ ہوتا۔ تباہی ہوئی کہ مسلمانوں نے اقامتِ دین کا نصب العین پہلا کر انسانی نظاموں کے ماتحت رہنا اور کفار و مشرکین کی چلائی ہوئی تحریکوں کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔ یہ اپنی راہ بھول کر دوسروں کی راہ پر چلنے لگے۔ اور غیر اسلامی افکار و اعمال نے ان کو ایسا ذلیل و ناکام بنایا کہ کفر کے خادم بن کر رہ گئے۔ حالانکہ قرآن حکیم نے ان کو ہر طرح بیدار و متنبہ کر دیا تھا۔

مَا يَوْزُ الدِّينَ كَفَرًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ  
مِمَّنْ رَزَقَكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصِرُ رَحْمَتَهُ مَنْ يَشَاءُ  
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

نہیں دوست رکھتے کافر اہل کتاب سے، اور مشرکوں سے یہ کہ نازل ہو تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب سے اور اللہ خاص کر لیتا ہے سائنہ اپنی رحمت کے جس کو وہ چاہتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنوں سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ مشرکین اور اہل کتاب نہیں چاہتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو۔ تمہارا اسلامی وجود ان کی نگاہوں میں خاد کی طرح کھٹکتا ہے۔

اہل کتاب کی اکثریت دل سے چاہتی ہے کہ ایمان لانے کے بعد پھر تمہیں کافر بنا دیں۔ اگرچہ سچائی اُن پر ظاہر ہو چکی ہے۔ اور یہ اندرونی جلن اس لئے ہے کہ ان کے دل میں حسد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہود و نصاریٰ تمہارے حق میں سخت بد باطن ہیں۔ تمہاری طرف سے ان کے دلوں میں حسد اور کینے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ تمہیں دوست بن کر تم کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم کو پائیے کسی طرح ان کے جال میں نہ پھنساؤ اور ان سے چوکنے رہو۔

دوسری جگہ ان کی اطاعت اور فرماں برداری سے یوں روکا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّي طَيِّعُوا ذُرِّيًّا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمُ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ۔ اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک فرد کی اطاعت کر دو گے۔ تو وہ تمہیں ایمانی حالت سے نکال کر کافر بنا دیں گے۔

یہود اسلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے اعتراضات اور مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روکا کہ ان کی باتیں مت سنو، ان سے دوستیاں نہ کاٹھو۔ ایمان کے خیالات و نظریات سے اثر نہ لو ورنہ یہ تم کو غیر شعوری طور پر کافر بنا دیں گے۔

پھر فرمایا:۔

جب تم کہتے ہو کہ اے مشرک! اور اے اہل کتاب! اگر ترقی و کامیابی اور ایمان و نجات چاہتے ہو تو ہمارے نبی اور ہمارے قرآن پر ایمان لاؤ۔ نجات کی راہ صرف اسلام ہے۔ اور یہ کافر جل مرتے ہیں۔ اور یہ تمہارے کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ اگر ان سے خیر خواہی اور ہمدردی کی کوئی بات ظاہر بھی ہو تو اس کو دغا اور فریب سمجھنا چاہیے۔ اور نہ ان کی کسی بات کا اعتبار کرنا چاہیے۔ تم تو اللہ نے جو ہدایت دی ہے اور تم میں جو نور ربوت رکھا ہے وہ ان کو کب بھانا ہے۔ مگر اللہ ان کے چاہے کا پابند نہیں۔ اس نے تمہیں اپنی رحمت اپنے فضل اور اچھی ہدایت کے لئے خاص کر لیا ہے اس لئے تم اسلامی افکار و اعمال اختیار کر کے اعلائے کلمۃ الحق کرتے رہو۔ یہ معاندین اسلام غائب و خاسر اور ذلیل و ناکام ہوں گے۔

کفار و مشرکین کیا چاہتے ہیں؟

آیت بتاتی ہے کہ کفار یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں پر خدا کی کوئی رحمت و ہدایت نازل نہ ہو، وہ مسلمانوں کی بھلائی سے جلتے ہیں، ان کے بدخواہ ہیں اور ان کو بہکا پھسلا کر اسلام سے ہٹانا اپنے جیسا بنانا اور اسلام کی ترقی کو روکنا چاہتے ہیں۔

وَذَكِّرْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كَافِرًا مَّا جَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ط

وَذُو لَوْ تَكْفُرُونَ لَمَّا كَفَرْتُمْ وَقَتُّوْا نَؤُونَ  
سَوَاءٌ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ۔

کافر چاہتے ہیں کہ وہ تم کو کافر بنا دیں اور تم  
برابر ہو جاؤ۔ پس ان کو دوست مت پکڑو۔

کافر چاہتے ہیں کہ مسلمان انہی جیسے بن جائیں  
کفر و اسلام کی تمیز مٹ جائے۔ اور مسلمان و  
کافر مل جل کر زندگی کے معاملات و مسائل طے  
کرنے لگیں۔ اور اس طرح سب بھائی بھائی  
بن جائیں۔ کوئی تفریق و اجنبیت مسلمان و کافر کے  
درمیان نہ رہے۔ آگے ارشاد فرمایا:-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَلْوَ تَعْفُلُونَ عَنْ سُلْحَتِكُمْ  
وَأَمْنَتِكُمْ فَيَبْئَلُونَ عَنْكُمْ مَبْلَةً وَاحِدَةً ط  
کافر چاہتے ہیں کہ کاش کسی طرح اپنے ہتھیاروں  
اور متاعِ دنیوی سے غافل ہو جاؤ اور (جب تم  
بے ہتھیار بے سامان ہو جاؤ) تو وہ یکایک تم  
پر ٹوٹ پڑیں۔

تم وعظ کرتے اور دیتے، کتابیں لکھتے،  
اور ہتھیار جتنے کرتے رہو اور وہ دنیا میں مساوی  
اقتدار حاصل کر کے اپنے زور و قوت اور تدبیر و  
دانش سے تمہیں بے دست و پا کر دیں اور تم ان کے  
غلام اور چا پوس بن کر رہ جاؤ۔

کافروں کے تعاقب و مقابلہ میں سستی نہ کرو

چونکہ کفار و مشرکین اور اہل کتاب سب کے  
سب ملت واحدہ اسلام کے دشمن اور مسلمانوں کے

دشمن ہیں۔ ان کو اسلام کی برتری اور مسلمانوں کی  
بھلائی گوارہ نہیں مسلمانوں کا اسلام ان کے لئے  
ناقابلِ برداشت ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنے جیسا بنالینا  
چاہتے ہیں۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ مسلمان اپنی  
راہ سے ہٹ کر ان کے افکار و اعمال کی پیروی کرنے  
لگیں۔ اپنا نصب العین اور اپنا نظام بھلا کر ان کی  
تحرکیوں اور نظاموں میں جذب ہو جائیں بشرکہ تہذیب  
مشرکہ سیاست اور مشرکہ تمدن و قومیت کو ختم کر دیں  
اور وہی بولیاں بولنے لگیں جو وہ بولتے ہیں اس لئے  
قرآن حکیم نے سختی کے ساتھ مسلمانوں کو کفار کے طور  
و طریقوں کی پیروی کرنے سے روکا ہے۔ اس کے یہ  
معنی نہیں کہ اسلام نے مسلمانوں کو تنگ نظر متعصب  
اور انسانیت کا دشمن بنایا ہے۔ اسلام سے بڑھ  
کر کسی مذہب نے اپنے پیروؤں کو وسیع القلبی اخلاق  
و روحانیت، روشن خیالی، عدل و انصاف اور نیکی کے  
کاموں میں تعاون و اشتراک کرنے کی تعلیم نہیں  
دی۔ اسلام نے سارے جہاں کا درد مسلمانوں کے  
سینہ میں بھر دیا ہے خدمتِ خلق کو عبادت قرار دیا  
ہے۔ اقوامِ عالم کی قیادت دینائی کا منصب سونپا ہی  
اور غیر مسلکوں سے انتہائی محبت و روحانیت سے  
پیش آنے کی تعلیم دی ہے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ غیر  
مسلمین باوجود ان سب باتوں کے مسلمانوں کی دوستی  
اور بھلا نہیں چاہتے مسلمان تو ہر قوم کی طرف  
دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ مگر مخالفین اسلام  
مادر آئین بن کر ان کو ڈستے ہیں۔ اور ان کی دشمنی

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا سِوَهُمْ مِنْ قُوَّةٍ مِمَّنْ هُمْ أَهْلُهَا  
جہاں تک ہو سکے روحانی، اخلاقی، جسمانی اور مادی  
قوت حاصل کرو۔

اگر مسلمان اس قرآنی ہدایت پر عمل کرتے تو وہ دنیا  
میں ہدفِ میل و خواہ نہ ہونے کے کافروں کے سپاہ سے  
جیتیں اور روٹی کے لئے اپنا دین و ایمان بیچیں۔

### قرآنی احکام کا خلاصہ

مذکورہ بالا آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ رسالت کے  
کفار اور یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کا جو حال تھا  
آج ہمارے زمانہ کے کفار و مشرکین کا بھی وہی حال ہے  
وہ بھی اسلام کے دشمن تھے اور یہ بھی اسلام کے دشمن ہیں  
وہ بھی مسلمانوں کی بھلائی اور ترقی سے جلتے تھے اور یہ  
بھی جلتے ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کو کافر بنانا چاہتے تھے  
اور یہ بھی چاہتے ہیں سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں مسلمان  
کیا کریں قرآن کہتا ہے کہ مسلمان قرآن کی ہدایت اور حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کریں یعنی جس  
طرح زمانہ نبوی کے مسلمانوں نے کفار پر بھروسہ نہیں کیا  
تھا جس طرح صحابہ کفار کے وعدوں اور قراء دادوں  
پر نہیں رہ سکتے تھے اور جس طرح ہاجرین و انصار امت  
دین، اشاعت اسلام اور عالم انسانیت کی فلاح و بہبود  
میں کفار کے مقابلہ میں شدید تھے اسی طرح مسلمان بھی  
کریں غیر مسلمین کے قریب کا شکار نہ ہوں۔ ان کی چلائی  
ہوئی تحریکوں کے جال میں نہ پھنسیں۔ ان کے بنائے ہوئے  
نظاموں کے ماتحت نہ زندگی بسر نہ کریں۔ اور ان کے ساتھ

و بیگنی کرتے ہیں اور دوست و ردا دار بنیں کہ ان  
کی اسلامیت کی جڑیں کاٹتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات و احکامات کا مفہوم و مفاد  
یہ ہے کہ غیر مسلمین کے افکار و اعمال کی تقلید نہ کرو،  
ان کی اطاعت و وفاداری کے گیت کا کہہ کر اللہ کے نافرمان  
اور باغی نہ ہو۔ ان کی قیادت و رہنمائی کے ماتحت چل کر  
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی ہدایت و رہبری سے  
منہ نہ موڑو۔ اور اسلامی سیاست و تمدن کو چھوڑ کر  
کافرانہ سیاست و تمدن کو اختیار نہ کرو۔ اقامت دین  
جہاد فی سبیل اللہ اور خدمت خلق کو کبھی نہ بھولو۔ کفار  
و مشرکین اپنے طاقت و اقتدار سے دنیا میں جو ظلم  
و فساد اور عیاشی و بدکاری پھیلائیں اس کو مٹاتے  
رہو۔ اور انسانیت کو تباہ نہ ہونے دو۔ اس لئے کہ  
دنیا کے امن و انصاف، اصلاح، نیکی اور صحیح علم و  
عمل کے علمبردار اور شہداء علی الباس ہو۔

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ۔ اے مسلمانوں  
کافروں کے تعاقب و مقابلہ میں ہستی نہ کرو۔ ان کے  
پیدا کردہ ظلم و فساد، کفر، شرک، بدعت اور شرارت  
کو مٹاتے رہو۔ ان سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دو۔ ان  
کی نیامیوں سے زیادہ تیاریاں کرو۔ ان کی تدبیر و دانش  
کے مقابلہ میں بہترین تدبیر و دانش کا ثبوت دو۔ ان  
کی حکمت کے مقابلہ میں قرآنی حکمت لاؤ۔ وہ قومیت، وطنیت  
کی دنیا میں آگ لگاؤں نہ خدمت انسانیت کے پانی سے  
آگ بجھاتے رہو۔ وہ ظلم و فساد پھیلائیں تم عدل و انصاف  
اور نیکی قائم کرو اور :-



ہو کر خود اپنی قومیت کی جڑوں پر کلہاڑو نہ چلائیں بس یہی ایک صورت ہے جس سے وہ اپنے دھبوں پر کھڑے ہو سکتے اور دنیا میں اسلامی نظام قائم کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے کفار کی سیاست کو چھوڑ کر اسلامی سیاست اور اسلامی مسلک و نظریہ کو اختیار نہ کیا تو آزادی اور پاکستان دونوں غریب اور گمراہی ثابت ہوں گے مسلمان قیامت تک بھی انگریز اور ہندو کی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتے خواہ ان کے لیڈر و علماء غلے بھار بھار کر اور جیلوں میں سٹر سٹر کر نہ رہ جائیں۔

### مسلمانوں کی سادہ لوحی اور غیر مسلموں کی چالاکی

مسلمانوں کی پستی و ذلت کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ کفار سے دوستیاں کاٹیں اور انہوں نے ہمیشہ ان کو سانپ بن کر ڈسا۔ ان سادہ لوحوں نے ان کے اعلاؤں پر بھروسہ کیا، ان کے ریزولیشنوں پرست ہوئے۔ ان کی قیادت نہ ہتائی قبول کی، ان کی اطاعت و وفاداری میں قرآنی احکام کی خلاف ورزی اور ملت فروشی کی اور ان کے وعدوں سے مطمئن ہو کر اپنی حفاظت اور ترقی کے غافل و بے خبر ہوئے۔ غیر مسلموں سے ہر زمانہ میں وہ ہر جگہ مسلمانوں کی اس سادہ لوحی، ملت فروشی، حکم پرستی اور بیخبری سے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہیں دیکھ لیجئے آج دیندار اور بیدین رہنماؤں کی فکری و عملی قومیں غیر مسلموں ہی کے کام آ رہی ہیں۔ اور سمجھتے وہ یہ ہیں کہ اسلام کی بہتری اور مسلمانوں کی تنظیم و بہتری کا سامان ہو رہا ہے۔

مسلمانوں کے علماء اور زعماء کو معلوم ہونا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ اور مقصودیات کے باوجود یہ سچے گمراہ یا ہندو مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ ہیں۔ یا تو یہ اجنبی ہیں یا ان کے ہاتھ بکے ہوئے ہیں۔ ان کو نظر نہیں آتا کہ یہ معامدین اسلام ہمدرد اسلام بن کر کیوں کر مسلمانوں کو کمزور کر رہے ہیں۔ اور کس کس طریقہ سے نہ ہت غلامی کو مٹا رہے ہیں۔ انہیں کچھ خبر نہیں کہ انگریز نے حامی اسلام بن کر عرب، فلسطین، مصر اور ایران وغیرہ میں کیا کیا بندت اور میں کیا کر رہا ہے۔ اور ہندو دوست بن کر کس طرح ان کی قومیت کو کچل رہا ہے۔

عہد نبوت کے کفار چاہتے تھے کہ مسلمانوں پر قرآن نازل نہ ہو۔ مگر اب کے کفار چاہتے ہیں کہ انرا ہوا ہے قرآن مسیحہ دل، خائفانہ دل اور بد دلوں سے باہر نکلے سیاست و تمدن پر ہم چھائے رہیں۔ اور قرآن اللہ ہمارے جنبہ برداری کریں۔ اور اپنا ہیٹ بھرتے ہیں۔ ان کے رہنما قرآن کی آیات پڑھ پڑھ کر ہماری سیاست کی گٹھلی چلائیں اور آزادی کے نام پر ہماری غلامی میں رہیں۔

مسلمان کفار کو لاکھ بھرتی ہیں، ان کی وفاداری اور کالاکھ اعلان کریں۔ ان کی انجمنوں کے کردار ممبرتیں ان پر اظہار اعتماد کی ہزار قراردادیں پاس کریں اور ان سے بھائیوں سے زیادہ اخوت و محبت کا ثبوت دے۔ مگر وہ ہمیشہ ان کو قرآن کے خلاف اپنا دانت دکھائیں۔ ان کے اپنے افراس و غداد کے لئے شیوخ ملت کو استعمال کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ دھوکہ دیں گے۔ فریب دے

تقلید دپیروی کی اور اپنے رہبر اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اٹھا کر ان کو چھوڑ کر ان کو کفر و ضلال کا دامن پکڑا جیچہ یہ کہ مکافات عمل نے ان کو کفار کے قدموں میں ڈال دیا کہ لو اگر یہ تمہیں خدا و رسول سے زیادہ پیارے ہیں اور ان کے افکار و نظریات تمہیں قرآن و حدیث کی تعلیمات سے زیادہ پسند نہیں تو انہی کے سپارے سے جھو اور ذلیل ہو کر مرو۔

کیا اب بھی ہمارے علماء و زعماء کی آنکھ نہ کھلی۔ اور کیا اب بھی وہ اسلام کی راہ راست پر آکر اسلامی مسلک و نظریہ اختیار نہ کریں گے۔

(باقی آئندہ)

نوٹ:- دوسری قسط بھی دینی ہی بڑی ہوگی۔

میرے لئے منافقت بڑھتی ہے مسلمانوں کی زبان اور تہذیب کو سانس کے لئے پروردگار نے جسے بند کر دیا ہے اسے بند کر دیا ہے اور کوئی اسے نہ کھول سکتا ہے۔ ان کی سرکھڑی حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ان کو نساوینہ پناہ دی ہے۔

صدیقوں سے مسلمان یہ تلخ تجربہ کر رہے ہیں اور پھر ان کی آنکھ نہیں کھلتی، ان کو ان کو ٹھکراتے ہیں اور وہ ان کے قدموں میں گرے جاتے ہیں۔ وہ ان کے گلے کاٹنے میں راہ دینے اپنے گلے ان کے سامنے رکھے دیتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ذلیل عذاب ہے جو مسلمانوں پر اس لئے سبب ہوا کہ انہوں نے خدا کی حاکمیت و آقا سے من موڑ کر اس کے باغی بندوں کو اپنا حاکم و آقا بنا لیا، اس کی بھیجی ہوئی ہدایت کو بالائے طاق رکھ کر افسار کی

## کعبہ اور قلین

حقیقی بیت اللہ کی حفاظت کیلئے ایک خدائی انتظام

(انامہ محمدانہ بر شاہ قیصر کا شمیری)

اللہ بزرگ و بڑے اس پر شوکت خانیہ کعبہ کے مقابلے میں جسے عرب کی وادی غیر ذی ذریعہ میں ایک جملہ گن پھرنے اپنے سعادتمند و فائدہ کی امداد سے خود راہیں دھو کر خود نکار بنا کر خود پھاڑے چلا کر خود ڈوکر یاں اٹھا کر اس کے روحانی زیبائش و آرائش اور زیب و آداب کو بلا شرکت غیر سے نمایاں کرنے کے لئے یوں ہی بیدھے سادھے طریقہ پر کسی سخت مغلوک الحال کن کے جھونپڑے کی طرح بنا کر لکھ کر دیا تھا۔ یہ کعبہ ایک لاکھ روپے کے صرف اور بڑوں کی رقم کے خرچ سے ایک زنگار دینا گاہ گر باقیہ کرنے اور اہل حق کو لائری طور پر کھانسی چھوٹنے کے ایک بے وقوف مکان سے غیر متوجہ کر کے ایک دھیری حین عبادت میں اکٹھا کر کے بچے چڑھانے کے نظام روحانی کے جامعہ میں کو بالکل ادھیر پھیلنے کا یہ واقعہ بھی حق و باطل کی آہنی اساطیر کہیں سے ایک ہے۔ آئیے کعبہ پر کیلئے آپ کو چودہ سو سال ادھر کی نیامیں لے چلیں کہ اس بہت سے آپ کے تجربات میں کچھ اضافہ ہو۔

(قیصر)

دنیا میں حق و باطل، خیر و شر، نور و ظلمت، سچائی اور  
 نیکی، بھوٹ اور سچ کا ایک پرہیز اور ہشتناک معرکہ اس  
 نامعلوم و غیر معین زمانہ سے گرم ہے جس پر تاریخی تحقیقات  
 و اکتشافات کا کوئی ہلکا سا پرتو بھی نہیں پڑا ہے مومنین  
 اپنی کثیر و طول تک دد کے بھی آج تک یہ نہیں بتا سکے کہ  
 پیدائش عالم کی صحیح تاریخ کیا ہے۔ اس باب میں مختلف  
 طبقات سے تعلق رکھتے والے مومنین نے جو کچھ کہا ہے  
 اسے ایک دریافت شدہ تاریخی تحقیق اور تاریخ کی روغنی  
 میں حاصل شدہ ایک حقیقت ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے  
 کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے دنیا کی عمر، یا پاپا، ہزارہ  
 بتائی ہے، شارقدیہ کے ماہرین کئی کروڑ سال بتاتے  
 ہیں۔ آریہ سماجی تحقیق کے مطابق دنیا کی عمر اب کئی ارب  
 تک پہنچ چکی ہے۔ پارسی کتابوں میں دنیا کی عمر اتنی لمبی  
 بتائی گئی ہے کہ اس کے اظہار کے لئے اکائی دہائی کا  
 سلسلہ بھی کفایت نہیں کر سکتا یعنی مہاسنگھ سے بھی  
 مہاسنگھ اور چونکہ پیدائش عالم کا یہ تاریخی مسئلہ نہایت  
 و عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے اور نہ اخلاق اور روحانی  
 پاکیزگی سے اسے دور کی کوئی نسبت ہے۔ اور ارحم  
 اسلام چونکہ انسان کو صرف وہ گرتا ہے جن سے  
 جو اس کے تزکیہ نفس، اخلاق کی تعلیم اور اعمال صالحہ  
 کی ترمیم و ترمیم کے لئے مومنین ہوں۔ اور جن سے  
 انسان پر فساد شامی اور معرفت حق کے دروازے  
 کھل جائیں۔ اور انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو پا  
 کر اس کی تحصیل تکمیل میں شہادت و سرگرم سعی رہے  
 اس لئے اسلام نے اس مسئلہ کو طلق درخور اعتناء قرار

نہیں دیا۔ بالکل اسی طرح صحیح تاریخی تحقیق کے ساتھ  
 یہ بھی نہیں بتایا جاسکتا کہ حق و باطل کی ہزارہائیاں یہ پہلی  
 دنیا کی فطرتی ایہ معانی لغتیں آخر کس روز سے شروع ہوئیں  
 اور ظاہر ہے کہ اس مسئلہ کی حقیقت بھی چونکہ پیدائش  
 عالم کے مسئلہ سے کچھ بڑی نہیں۔ اس لئے اس سلسلہ میں  
 بھی قرآن کریم خاموش اور حیرت انگیز رہا ہے اور اسے  
 رہنا چاہئے۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ قدیم الایام اور روز  
 بعیدہ سے یہ تیرہ خاکدان حق و باطل کا مسکن یہ زمین و  
 آسمان ان کی دلچسپ جنگ آزمائشوں کے شہداد اور یہ  
 چاند ستارے ان کی باہمی مخالفت و رقابت کے ماثباتی  
 ہیں۔ حق کی معراجت نے جب کبھی فردوس بریں کے سرچشمہ  
 غلوت سے نکل کر بے حجاب اس مجلس عالم کی شہرہ محفل بنیے  
 اور پردوں کے سونہ فراق اور غم بھر پر دم کھائے کا ادا  
 کیا تو باطل کا پیل میسر دیو اپنی شکل و صورت اور جنت  
 و جسم کی تمام خفائیوں کے ساتھ اس کے سامنے آئے اور  
 ایک پڑا خیر کی عمر نو کلی نے جب کہیں کلان عالم میں نظر  
 اور ایک دلکش پھول ہنس کر اہل عالم کے احاطہ جہاں کو  
 اپنی خوشبو سے لطف اندوز کرنے کا جہاں لایا تو ہر  
 خیمت الفطرت کا عین ریشہ و تہہ ہر جگہ از نگاہ اور اس  
 سے اس معصوم کلی کی کہیں اور نہ دیکھ سکا۔ اور اس کے  
 بغیر اس کے اور تہہ کوئی اور نہ دیکھ سکا۔ اور اس کے  
 پہلو کی کہیں اور نہ دیکھ سکا۔ اور اس کے  
 تو بھروسہ ہو کر کہیں سے نہ دیکھ سکا۔ اور اس کے  
 کو جمع کرتے اور فلولو و عروج کو چھوٹا پیسہ کی سعی  
 کی میعاد کے لئے۔ اور اس کے لئے۔ اور اس کے لئے۔ اور اس کے لئے۔

تو جو ہوئے اور انہوں نے اس بگیس ویاس مرغن کے  
 ناراج و آرام سے دلچسپی لی تو بدی اور بدکاری کے  
 منفع و نقابست فوراً بن جائے جہان کی طرح آمو جو  
 ہوئے اور انہوں نے اس مظلوم کے معاملات میں نہ  
 اندازی کی اس کے اطمینان و آرام میں قفل ڈالا اور اس  
 کے فائدہ و نفع میں رکاوٹ پیدا کی۔ واقعات جن قتار  
 ہیں انہما زاد جس طریق سے جوتے سے ہیں انہیں اسی  
 طرح ہوتے ہیں رہنا چاہیے کہ بہر حال یہ چیزیں باہمی  
 بطور پر ایک دوسر کی ضد ہیں اور کہیں دور جا کر بھی  
 نہ بھر کے لئے ان میں قطع و ستانہ اور ربط غلطی  
 انہیں پیدا ہو سکتا۔ ان کے انشراق و اختلاف کا یہ تو  
 پس نامعلوم مانہ سے اسی طرح دھک رہا ہے اور کون  
 انہیں جانتا کہ اس دنیا کے فانی کے اس سبزہ آخان  
 دان و فنا کو حق ناحق کی انہی لڑائیوں بھڑائیوں کے  
 غوش میں سن سکے کہ وہ توڑ دیتا ہے کہ بہر حال  
 مع کی عمر بلیغ صرف ایک دات ہے اور اسے یہ مات  
 لی جل کر ہی گزارنی ہے۔ اللہ بزرگ برتر کے اس پُر  
 دکت خانہ کعبہ کے مقابلہ میں جسے عرب کی ایک وادی  
 برزی زمرع میں ایک بزرگ تمیں پیغمبر نے اپنے سعادتمند  
 زبند کی اعداد سے خود انہیں دھوکا دیا تھا کہ خود  
 خدا دے چلا کر خود دلو کریاں اٹھا کر اس کی روحانی  
 دلائل و زیبائش اور رعب و داب کو بلا شرکت  
 منت غیرے نمایاں کرنے کے لئے یوں ہی سیدھے  
 اس سے طریقہ پر کسی سخت مفلوک الحال کسان کے  
 سوئے کی طرح یوں ہی بنا کر کھڑا کر دیا تھا ابھر

کے ایک لاکھ روپے کے صرف اور ہزاروں کے خرچ سے  
 ایک زنگار و گھنا کار گر جا کی بنیادیں استوار کرنے  
 اور اہل حق کو ظاہری طور پر گھائس پھوس کے ایک  
 بے رونق مکان سے غیر متوجہ کر کے ایک دوسری حسین  
 عمارت میں اکٹھا کر کے کچے پروردگار کے نظام و حانی  
 کے جائزہ زیریں کو بالکل اُدھیر پھینکنے کا ارادہ کرنے  
 کا یہ واقعہ بھی حق و باطل کی انہی اساطیر کہنے میں سے  
 ایک ہے آئیے کچھ دیر کے لئے آپ کو چودہ سو سال  
 ادھر کی دنیا میں لے چلیں کہ اس سیاحت سے آپ کے  
 تجربات میں کچھ اضافہ ہو

چند تہیدنی واقعات۔ قدیم مؤرخین کا بیان ہے  
 کہ ایک دفعہ یمن کے بادشاہ ذونواس جمہری کی عیال  
 میں سخت بغاوت پھیل گئی جس میں اتفاق سے جشہ کے  
 لوگ بہت زیادہ سخت مشق و تہم اور نشاء فیض و غضب  
 بنے۔ یہ اطلاع جب جشہ کے نجاشی کے کانوں میں  
 پڑی تو بغاضا کے وطنیت و اہل یمن سے اس خون  
 ناحق کا بدلہ لینے پر آمادہ ہوا۔ اس نے ستر ہزار فوجوں  
 کا ایک لشکر باطنامی ایک آئودہ کا سردار کی قیادت  
 میں اہل یمن کی سرزادی کے لئے بھیج دیا۔ اہل باطن نے  
 اہل یمن کو مغلوب کر لیا۔ اور اپنی فوجی قوت سے انہیں  
 پھر ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ ابھر کہ جو اہل باطن کے ساتھ  
 اس کے فوجی معاون و مشیر کی حیثیت سے آیا تھا اہل باطن  
 کا یہ قبضہ پسند نہ آیا۔ آخر دونوں آس میں گتھ گئے اور  
 مہدان جنگ میں اہل باطن کے نیزہ سے ابھرہ کی آنکھ اور  
 ناک زخمی ہوئے ابھرہ کے "ابرهتہ الاشرم" کے

نام سے مشہور ہونے کی یہی وجہ ہے۔ ابرہہ نے اس شکست فاش کے بعد یہ تدبیر نکالی کہ اپنے ایک غلام کو ابراہ کے قتل پر آمادہ کیا کہ اس طرح میری راہ اختیار کا یہ روٹ اور کہیں جا پڑے۔ اور ریاست و امارت کے کھیل کھل کر کھیلنے کے لئے صاف میدان ہاتھ آئے۔ غلام یہ حرکت کر گزرا اور ابرہہ کو یمن کی بادشاہت حاصل ہو گئی۔ بخاشی کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت غصہ میں پھر گیا۔ اور اس نے اپنے سرداروں کی فائدہ جنگی سے مشتعل ہو کر قسم کھائی کہ وہ ضرور ابرہہ کی زمین پر مال کے بھڑے گا۔ اور ابرہہ کی پیشانی کے بال کاٹ کر اس کا خون بہا دینگا۔ ابرہہ کو یقین تھا کہ میں بخاشی کے سامنے تاب مقاومت نہیں لاسکتا، اس لئے اس نے اس موقع پر عجیبے انداز میں ویرباری سے کام لیا۔ وہ اپنی پیشانی کے بال کاٹ کر ایک ڈبہ میں رکھے اور اپنے جسم سے تھوڑا سا خون نکال کر ایک شبشی میں بھرا۔ پھر دونوں چیزیں یمن کی مٹی میں چھتی ہوئی دیا اور تحائف کی معیت میں بخاشی کے پاس روانہ کیں۔ ساتھ میں ایک معروضہ میں بخاشی کی اطاعت و حلقہ بگوشی کا حلیہ افراہ کیا۔ اور لکھا کہ مجھے بادشاہ کی قسم کی خبر پہنچی۔ اس لئے میں نے اپنے بال، خون اور یمن کی مٹی بارگاہ عالی میں حاضر کر دی ہے کہ بادشاہ کی قسم چھوٹی نہ ہو۔ یہ تدبیر کارگر ہوئی بخاشی نے ابرہہ کو معاف کر کے یمن کا گورنار اور یمن کو اپنے ملک کا ایک حصہ قرار دیا۔ لیکن چونکہ ابرہہ کا کامیاب بادشاہوں کی کیاست و فراست سے محروم

اور عیش طلبی کا مریض تھا۔ اس لئے یمن کا بادشاہ بن کر اس نے عمدہ اخلاق، حسن تدبیر، خوش اطعمائی، فہم و دانائی کا ثبوت کر دیا۔ دن رات تعیش و تہذیب میں مصروف اور عورت و شراب کے نشہ میں بہکا رہنے لگا۔ اپنی ان سیاہ کاریوں، سخاوت و رشاکت، پھوٹن اہل یمن کی بے چینیوں، اور یمن کی بد نظامیوں کو چھائے رکھنے کے لئے اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ بخاشی کو خوش رکھے اور اس کے مزاج کو برہم نہ ہونے دے۔ چنانچہ اسے سارا وقت اپنے حقیقی فرانس کے بجائے بخاشی کی خوشامد اور چالوسی میں گزارا اور اسی میں اپنی خیر سمجھی۔

قلیس۔ محض بخاشی کی رضا جوئی اور اس رضا جوئی کے نتیجہ پناہ اپنی ہوس عیش اور متاع دنیا کی پرورش دینے کے لئے بیٹھے بیٹھے کئے ابرہہ کو یہ سوچھی کہ صفار یمن کے دار السلطنت میں ایک گرجا تعمیر کیا جو اپنی بلندی و بلندی میں پہاڑ کی چوٹیوں سے اونچا اپنی خوبصورتی و زیبائی میں شداد کی مصنوعی جنت سے مشابہ، اور طاہری چمک دمک کے لحاظ سے بادشاہوں کے محلات سے فائق تر تھا۔ ابرہہ نے اس کی تعمیر میں ایک خطیر رقم خرچ کی۔ سنگ مرمر، سنگ سوسنی، سنگ سرخ اور مسرے انواع کے قیمتی پتھر گر جاکے تعمیر میں صرف ہوئے۔ دیواروں پر سونے کی پتھر یاں لگوائی گئیں۔ بیتیں بہا جو اہرات سے نیچی کاری کی گئی۔ باقی انت اور آبنوس کے مسبز پھائے گئے۔ چاندی سونے کی سیلیں تیار ہوئیں۔ اور گر جا کا کوڑکودا علی درجہ کی خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔ پھر

گزر دی۔ اس نے ایک فوج مرتب کی جس میں کبیرے اور گھڑیاں تھیں، لیکن اور آتے تھے۔ کہیلے اور پھونشیں تھیں۔ ترپوز اور خرپرہ تھے۔ کچرا بادشاہ سے لڑنے کیلئے بڑے دھوم دھام سے چلا رہے تھے اس طرح کی فوجیں اسے ملتی کچرا سے اپنی معاونت پر آمادہ کرتا اور جب عقل کے یہ پورے بھی اس کے ساتھ ہو لیتے تو کچرا ان سے کہتا آجا میرے کان کے کوکروں میں۔ اور یہ بھی رستہ میں قبائل کو یہ دعوت دیتا چلا۔ اور پکا دتا پھر کہ میں اللہ کے گھر کو آجاڑنے چلا ہوں بس اب خدائی انتظام چند روز کا وہاں ہے میں نے کعبہ ڈھایا اور مخلوق خدا کے نام ہی کو بھولی۔ ہدشت قبائلی افراد ساتھ ہو گئے۔ اور جنہیں ازلی وابدی شقاوت سے اپنے آپ کو بچانا تھا انہوں نے صاف انکار کیا۔ اس طرح برہمنے مکہ کی قریب کی ایک بستی میں جا کر قیام کیا اور ایک سردار کو اجازت دی کہ پہلے مکہ پر چڑھائی کر کے لوٹ مار کا باز اور گرم کر دے۔ چنانچہ یہ سردار عرب کے سب سے ذی اثر سردار عبدالمطلب آقائے نادر کے دادا کے چار سوانٹ اور کثیر تعداد میں دوسری اشیاء و اجناس لے کر واپس لوٹا اس کے بعد برہمنے اپنے کسی پیغام رساں کے ذریعہ عبدالمطلب کو یہ اطلاع بھیجی کہ میرے یہاں آنے کا مقصد اہل مکہ سے برسرِ پیکار اور سرگرم جنگ ہونا نہیں مجھے صرف اس بے ہنگم عمارت کو ڈھانا ہے۔ اگر اہل مکہ اس سلسلہ میں مجھ سے کچھ تعرض نہ کریں تو میں انہیں قطعاً چھوڑنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ساتھ میں اپنے قاصد کو یہ تاکید بھی کی کہ اگر عبدالمطلب صلح کی طرف

اگر برہمنے ہجرت کو کہا کہ ایام حج میں تمام لوگ عرب سے کھینچ کھینچ کر بیت اللہ کے گرد جمع ہوتے ہیں میں نے اس بے حقیقت مکان کی اس مرکزیت کو ابد الابد تک کہوا اور ختم کر دینے کے لئے یہ نیا بیت اللہ تعمیر کیا ہے۔ ساتھ ہی اہل عرب کو قلیس میں فرائض حج کی ادائیگی کے لئے آنے کی پرنہ و ردعت دی گئی۔ اور مختلف خاندانوں سے نامہ دیہ پیام کیا گیا۔ بکبت اللہ کی یہ کھلی ہولی تو ہمیں اس کے عقیدتمندوں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ ہر طرف آگ لگ گئی۔ اور ہر سمت میں ایک اضطراب پھیل گیا۔ اپنی مذہبات کے زیر اثر بیان کیا جاتا ہے کہ بعض مقامات پر برہمنے کے مبلغین کو تشریفے پیام کی خوراک بنایا گیا۔ اور بنی مالک میں سے ایک شخص نے مشعل ہو کر قلیس پہنچا۔ مکہ کے لئے استعمال کیا۔

”کعبہ پر چڑھائی“ عقیدتمندان کعبہ کا یہ جوش و خروش برہمنے کو بہت ناگوار گذرا اور اس نے ارادہ کیا کہ کعبہ اللہ کو منہدم کر کے تقدیس الہی کے اس سب سے بڑے مرکز کو فنا کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ آدمیوں اور ہاتھیوں کی ایک بڑی فوج کو کیل کائنات سے مسلح کر کے اور سب اسباب و حوائج سے گرانباہ ہو کر بادشاہی کی بدستی میں جھومتا ہوا کسی اور سے بھی نہیں خدا کے ہاتھ اور ہتھکڑی سے لڑنے چلا۔ بچوں کو منانے اور پہلانے لگے جو کہانیاں کہی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک کچھ اس طرح ہے کہ کچروں کے کھیت سے بادشاہی پیادے ایک کچرا توڑ کر بادشاہ کے یہاں لے گئے۔ انہیں دوسرے کچرے کو بادشاہ کی یہ حرکت بہت ناگوار

مانگی جوں تو انہیں میرے پاس لے آنا کہ ان سے مکمل گفتگو ہو سکے عبدالمطلب نے پیغام سال گھاہم نے اپنی طرف سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں کیا اور نہ اب کہتے ہیں۔ مگر ہاں یہ جذبہ گھر ہے اور خدا ہی اپنے بیت معظم کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ عبدالمطلب اول برہمہ تہ فاصد کی دعوت پر عبدالمطلب اپنے بیٹے کے ساتھ ابرہہ کی جائے قیام پر آئے۔ ابرہہ نے ان کی شخصی وجاہت کا احترام کیا ان کے استقبال کیلئے سرفرد کھڑا ہوا انہیں اپنے پہلو میں جگہ دی اور ترجان کے ذریعہ گت کو شروع ہوئی۔

ابوہ۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟  
عبدالمطلب:- کچھ اور نہیں صرف یہ کہ میرے اونٹ مجھے آپس کر لے جائیں۔

ابوہ۔ تف ہے تمہاری اس حرص دہوس پر اور حریف ہے اہل مکہ کی اس مال پرستی پر۔ اس کعبۃ اللہ کو بچانے کی کوئی سبیل نہیں کی جو تم لوگوں اور تمہارے آباؤ اجداد کا کعبہ دین ایمان ہے جس کے گرد اگر دطواف کرنا تمہارے نزدیک فرض ہے اور جس کی عظمت پر تم اپنا کامل یقین ظاہر کرتے ہو تمہیں بیت اللہ کے مقابلے میں اپنے اونٹ عزیز ہیں۔ اور تم کعبہ کی بجائے ان حقیر اونٹوں کی فکر کر رہے ہو۔

عبدالمطلب:- جس طرح فصب شدہ یا اونٹ میرے ہیں اسی طرح اس گھر کا بھی کوئی مالک ضرور ہے پس جس طرح میں اپنے اونٹ کسی اور کو دینا نہیں چاہتا وہ رب البیت بھی قریب ہے کہ اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ سزاوارہ کہ یہ ہر جہت گھبرائے اور متوکلانہ جواب منکر خفیف ہو گیا اور پھر کہنے لگا ماکان لیمنعہ منی (یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ

رب البیت اپنے گھر کو مجھ سے بچائے) عبدالمطلب نے کہا کہ خیر اسکو تم اور وہ رب البیت جانیں۔ مجھے تو میرے اونٹ واپس کرو چنانچہ عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر گھر واپس آئے۔ اور اپنی قوم کو یہ قصہ سنایا سب اونٹوں کے نگلے میں ہار ڈالے اور ہدی (قربانی) کیلئے خدا کے نامزد کر کے حرم میں چھوڑ دیا تاکہ ہرہ کا لشکر اگر ان میں سے کسی کو پکڑے تو خدا کا علفہ اور تیز جو۔ اور ابرہہ کو یہ بھی بتا دیا کہ اونٹوں کو چھڑانے کی کوشش جب مال مال کی راہ سے نہ تھی۔

ابرہہ کی پیشقدمی۔ مکہ کے یہ ستر سامان قبائل جنگ پر تیار تھے اور نہ ان کے پاس سامان جنگ موجود تھا یہ اپنی انتہائی بیکسی اور ناچاری کا وقعہ تھا۔ اور ادھر انہیں کعبۃ اللہ کے دہن کا غم اور ابرہہ کی دراز دستی پر رنج تھا۔ مجبوراً سب اہل مکہ نے سزا عبدالمطلب کے مشورے سے شہر خالی کر دیا اور بیت اللہ سے جدا ہوتے وقت حاضر حرم ہو کر خدائے بلندہ برتر سے پُر غصہ دعا مانگی کہ وہ ہی اپنے گھر کی حفاظت کرے۔ اور ابرہہ کے اس عرو را اور فعل شیعہ پر اسے ایسی سخت سزائے کہ انسانوں کی کے لئے نہیں بلکہ بے جانوں کیلئے بھی وہ جائے عبرت بن سکے۔ ابرہہ نے شہر میں داخل ہونے کی تیاری کی۔ پہلے اپنے سب سے بڑے ہاتھی محمود کو آگے بڑھایا۔ مگر عجیب اتفاق ہے کہ اس اسم باسلی ہاتھی نے ہرگز یہ پسند نہیں کیا کہ وہ دمانہ و گستاخانہ حرم میں گھس کر اپنے نام کو بھی بدنام کرے۔ اسے آگے بڑھایا جاتا تھا مگر وہ پیچھے ہٹتا تھا۔ فیلبانوں نے اسے قابو میں لایا یہی بہت کوششیں کیں انکس مار مار کر زخمی بھی کر دیا۔ پیارا چمکا مارا بھی طرح طرح کی آوازیں بھی نکالیں مگر محمود مکہ کی طرف تو رخ نہیں کرتا تھا ہاں میں اور شام کے رستہ پر وہ تیزی سے دوڑنے کے لئے تیار تھا۔

ٹھیک اس موقع پر جیسا انشکرتیر تیر سے مسلح اور خنجر و شمشیر سے آراستہ ایک وسیع میدان میں غزوہ کی گزشتوں کی بچی گئی تھیں۔ مگر کچھ سینے نکالے کھڑا تھا جب سر پھری ایک قوم کی قوم اور عقل باختہ ایک لشکر کا لشکر فاتح اکبر سے براہ راست چشمک زن تھا اپنے جسم حیات پر لگے ہوئے فقر و بے اختیار کے زخموں اور چرکوں اور زنا سوروں کے باوجود جو کسی شہ زور سے نبرد آزمائی اور اس حرکت میں تکیہ لیا تو خواب دیکھ رہا تھا۔ اور اس گروہ استقامت کے باوجود آگے ابرہہ اس حال میں خراواں خراواں آگے بڑھ رہا تھا کہ سر میں خدا سے مقابلہ کا سودا ختم خام ہاتھوں میں تیر و شمشیر بدن پر بھاری بھر کم زور دھڑکنے والے غصہ کے کف اور آنکھوں سے غیظ و غضب کے شرارے جھڑپے تھے کسی کہنے والے نے شاید ابرہہ ہی کے متعلق طنزاً کہا ہے کہ اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

یہ ایک سمندر کی طرف سے چھوٹے چھوٹے جافروں کی ایک فوج آئی اور اتنی کثیر تعداد میں کہ بلند پست پر گہرے ابر کی سی ایک سیاہی چھا گئی یہ جافروں بظاہر بہت حقیر اور بے حقیقت تھے۔ مگر انہوں نے تان کر وہ کناریوں کی بارش کی کیسا انشکرواں استہزا ہو گیا اور پھر طرہ یہ کہ کینسکر جس کے لگی وہ اس کے زہریلے اثر سے زخمی ہو گیا۔ اور ذرا سی دیر میں زخم کا زہر بدن کے ہر عضو میں بکھل گیا اور منہ بھر میں شہ زور و زور و زنا سیاہی چپک کے بد و اور بد حالی مرین بن کر ایک ایک کر کے زمین پر آسے گوشت گل گل کر گر پڑا۔ کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کے انبار لگ گئے۔ ہڈیاں الگ جا پڑیں اور خون کے ندی اور نالے برپا تھے۔

غضب الہی کا یہ نقشہ اور جلال خداوندی کا یہ منظر دیکھ کر مغضوبین نے فرار ہونے کی بھی سخت جدوجہد کی مگر راستوں نے انہیں اپنے پر چلنے کی اجازت نہیں دی شرکوں نے اپنے سینہ پر ان کا بار گناہ لینے سے انکار کر دیا اور شاہزادہ ہن سمٹ کر ایک نقطہ کی پناہ میں گم ہو گئیں۔ ہوش و حواس نے جواب دیا۔ پاؤں کو یا مارنے طاقت نہ رہی۔ ہاتھ اٹھائے نہ اٹھائے اور گھور گھور کر دیکھنے کے باوجود کچھ سوچھائی نہ دیا۔

بام و در نے بر ملا کہا کہ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من التزم (آج کے دن خدا کے حکم سے بچانے والا کوئی نہیں بچے گا جس پر خدا ہی رحم کرے) اُدھر ان سب گمراہوں کو گمراہ کرنے والے ابرہہ کا یہ حال ہوا کہ اس کا ہر عضو کٹ کر کر پیوند زمین ہوا سینہ پھٹ کر دل باہر نکل آیا اور اس نے بڑے خوفناک طریقہ پر جان دی۔

حق و باطل کے ایسے معرکے ہوتے آئے ہیں مگر آخر ان معرکوں میں ظفر مندی کا خیر ہمیشہ اس معرکے کی طرح حق ہی کو حاصل ہوا ہے کہ حق کے سر پر سایہ الہی ہے اور اس کے دست توانا میں خدائی طاقت کا زور و وہ متحمل مزاج ہزار سی اور باطل کی لاف زنی اسہلہ کوئی چرب زبانی اور دیدہ دہشت کو سہنے رہنے کی اسے عادت اور علیہ داران باطل کو ڈھیل لینے اور ان سے بے نیاز بنے رہنے کی اسے لاکھ فوسہی مگر ہر حال اس کے آگے باطل کی حیثیت ایک ذرے سے ایک پدی ایک پیوٹی اور ایک بھٹکے سے زیادہ نہیں۔ مگر اس حقیقت کو کون جانے جانے ابرہہ سے کشتوں کو تو جیشہ خدا ہی سے جنگ کر کے اسے منصب خدائی سے معزول کرنے کا شوق چرایا۔ عشق کرتے ہیں اس پر ہی دوسرے میر صاحب بھی کی دیا نے ہیں (میر تقی میر)



# تبلیغی کتابیں

**جام حیات** { حیات بعد موت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ النجۃ والسلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آزاں طرز تحریر سے میرا کتاب تحریر کرائی گئی ہے جو کہ ہر دو فریقین کیلئے متعل بہایت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا

ظہور احمد صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر المدرسین دارالعلوم عربیہ سے اپنی زیر نگرانی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۹۰ محصول ڈاک ۱۰

**قالان حسین** { اس میں نہایت تحقیق طریقی سے حضرت سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے تخت پر حضرت حسین کو کر بلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت برحمتی سے شہید کرنے والے شیعہ اور پیشوا یاں مذہب شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعوں کی قیامت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتاب و لفریب طباعت دیدہ زیب کاغذ و بیز قیمت دس آنہ محصول ڈاک ۱۰

**آخری پیغام حق** { حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مجبوری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر جو پہلے شمس الاسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور امید سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے عام افادہ کیلئے کتابی شکل میں ۴۰ ناظرین کی گئی آخری پیغام حق کے متعلق حضرت سجادہ نشین تونسہ شریف تحریر فرماتے ہیں :-

”حضرت مکرم مغفور کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گونہ رہے بہا میں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں“

قیمت دس آنہ محصول ڈاک ۱۰

**کشف التلبیس** { مصنفہ مولانا سید لایت حسین شفاء ضادی دہلوی یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”نور ایمان“

کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ مذہب کی طرف سے سینوں میں مومت تقسیم ہونا نہ ہوتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرا میں تبلیغ و رد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطالب اور اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں حصہ دوم ۸ حصہ سوم ۶۲ حصہ ختم ہو چکا ہے ہر دو حصہ طلب کرنے پر ۱۲ ملوہ محصول ڈاک

**برق آسمانی** { جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم معاملات کا نام سے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ان میں خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے قیمت ۸ محصول ڈاک ۱۰

**فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ** { یہ کتاب حضرت مولانا دام برکاتہم سابق خطیب جامع قدوسیہ پنجوہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے تعزیہ مرد و چہرہ پر سیرک بکشت کی ہے کتاب کا ماخذ اسی سے زیادہ معتبر کتاب میں ہیں اور تقریباً ۲۰ مختلف بحثیں درج ہیں جنہیں منشی طور پر کثیر النسخہ اور ضروری مسائل بھی آگئے ہیں حضرت موصوف نے قرآن مجید اور احادیث سمیعہ معتدہ تفاسیر متداولہ تصریحات ائمہ کرام فتاویٰ جات علماء اعلام و مجتہدین عظام سے تعزیہ کی حرمت بیان کرنے کے علاوہ دس عقلی دلائل بھی تعزیہ مردہ کے حرام ہونے پر قائم کی ہیں اور مائیں حضرات کے جواز تعزیہ کی ۲۲ دلیلوں کے استی سے زیادہ جواب دیئے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ائمہ کرام سب اہلسنت والجماعت تھے نہ کہ شیعہ بلکہ وہ شیعہ ہونے سے

بیزارتھے اور یہ کہ کون سے ساداتِ متقی اعزاز و تعظیم میں ادا  
ماہ محرم میں کیا کرنا چاہئے یہ پہلی مستقل و مدلل کتاب ہے۔  
جس کے پڑھنے سے ایسا معمولی استعداد والا بھی اس مسئلہ  
پر مکمل طور پر گفتگو کر سکتا ہے کاغذ عمدہ طبعاً زیب  
عقاسمت قریباً دو سو صفحات قیمت صرف ۱۰ روپے عموماً ۱۵ روپے  
مولانا میکیم حافظ عبدالرسول صاحب  
مازہ یاختہ نقشبندیہ بھیرہ دی اس کتاب میں مرثا قادیانی  
کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے  
کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۴۰ محمولہ اک ۱۰

اجتنابِ تنقیہ اس کتاب میں صدائے علمائے اسلام کے  
اجتنابِ تنقیہ فتویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں ولایت  
واضح اور براہین قاطعہ سے فرقہ وادھ و مرزائیہ کا امتداد  
اور وادھ و مرزائی سے شنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت  
کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴۰ محمولہ اک ۱۰

تحفہ میرزا اعظم یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دوسرے  
تحفہ میرزا اعظم کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے  
موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے  
درمیں درج ہوئے ہیں قیمت ۴۰ محمولہ اک ۱۰  
حقیقتِ تشیع مولانا پیر قطب شاہ صاحب مذہبِ نبوی کے  
سرلسٹہ مآذوں کا انکشاف قیمت ۱۰ روپے

ہدایات القرآن عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائقِ قرآن  
کا بیلیغ روایت اس رسالہ کے ذریعہ  
مرزائیوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی  
تعداد میں حقائقِ قرآن کو سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا  
ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۲۰  
رسالہ خیر زری رہنما خاکساری محمد بہاء الحق صاحب  
از تصنیف میرزا محمد بہاء الحق صاحب

امرتاری۔ قیمت ایک آنہ (۱۰ روپے)  
مظلوم قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم بنی  
اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر  
ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات کو  
مؤثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی  
ہے قیمت ۵ روپے

اسلامی جہاد مولانا پندت میں فوج محمدی کے عظیم نشان  
کے ایک بکب منصفہ ۱۰-۹-۱۰ روپے  
انصار بیابوں سے آلہ مکبر الصوت پر خطاب حبیبی اسلامی جہاد  
کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے۔  
اور مجدد حاضر کی بعض اہل علم و عسکری تنظیموں پر بے لگت بصرہ  
کیا گیا ہے۔ از مولانا ظہور احمد صاحب بلوچی امیر مجلس مرکزیہ  
حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰ روپے

خاکساری مذہب خلیع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے  
آئینہ خلیع کے موقع پر مقامی  
علماء کرام کی طرف خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تبصرہ خوبصورت  
ٹریچ شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ از مولانا ظہور احمد  
صاحب بلوچی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰ روپے

خاکساری فتنہ خاکساری لغت کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے  
جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا۔  
جسکو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لٹھ کی دستبرد سے محفوظ  
ہوا اور جسکو دیکھ کر خاکساروں کی کثیر تعداد سے توبہ کر لی چار  
دفعہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ پانچواں ایڈیشن ہے ۱۰ صفحات  
از مولانا پیرزا محمد بہاء الحق صاحب قیمت فی نسخہ ۴۰ محمولہ اک ۱۰  
مشرقی فتنہ لٹھ پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے کفر پر درخیالات پر  
الاجواب نقدیہ ظہر جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب  
مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۱۰ روپے عموماً ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ منچر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)